www.KitaboSunnat.com

اَبُوْ هُرَيْرَةَ سَعْدٌ جَابِرٌ اَنَسٌ
صِدِّيْقَةٌ وَابْنُ عَبَّاسٍ كَذَا ابْنُ عُمَرَ

''سات عدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے ہیں جنھوں نے مضر قبیلے کے بہترین چشم و چراغ نبی کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہزار سے زیادہ احادیث روایت کیں۔ وہ ہیں: ابوہریرہ، سعد بن مالک، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک، سیدہ عائشہ صدیقہ، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات احادیث کی کتابوں یعنی صحیح، سنن اور مسانید میں بکھری پڑی ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک سو چوہتر (۱۷۴) احادیث ایسی مروی ہیں جو بخاری و مسلم دونوں میں ہیں، چون (۵۴) احادیث صرف بخاری شریف میں ہیں اور انہتر (۶۹) احادیث صرف مسلم شریف میں مذکور ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرویات کے کچھ نمونے پیچھے آپ کی سیرت کے ضمن میں مذکور ہیں۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد وغیرہ میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث میں ہے جسے قاسم بن محمد رحمہ اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ فِيْهِ فَهُوَ رَدٌّ)) ①

''جس نے ہمارے اس معاملے یعنی دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی وہ مردود ہوگی۔''

حدیث کی کتابوں پر ایک نظر ڈالنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا علم و معارف کی بلندی پر فائز تھیں۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہونہار شاگرد تھیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ وہ علماء کی معلّمہ، مفسرین کی سردار، محدثین کی استاد اور پوری امت میں سب سے بڑھ کر فقیہ تھیں۔ ان کے معارف و آداب حوالے کی کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں۔ ان سے ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رفعت شان، رائے کے نفاذ اور نور نبوت سے مستفیض

① صحیح البخاری کتاب الصلح رقم الحدیث (۲۶۹۷) صحیح مسلم کتاب الاقضیة باب نقض الاحکام رقم الحدیث (۱۷۱۸) سنن ابوداؤد رقم الحدیث (۴۶۰۶)۔ مسند احمد (۶/ ۲۷۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے والے کلمات کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذاتی رفعت کے علاوہ ان کا شمار ان صحابہ کرام کے زمرے میں ہوتا تھا جو کثرت سے فتوے جاری کرتے تھے، جن کی طرف احکام شریعت معلوم کرنے کے لیے رجوع کیا جاتا تھا۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ کثرت سے فتوی دینے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سات تھے:

① ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ② سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔

③ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ ④ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

⑤ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔ ⑥ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

⑦ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ [1]

علامہ بلاذری رحمہ اللہ اپنی کتاب ''انساب الاشراف'' میں لکھتے ہیں کہ عبدالرحمن بن قاسم اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

((كَانَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا قَدِ اشْتَغَلَتْ بِالْفَتْوٰى فِيْ خِلَافَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَهَلُمَّ جَرًّا اِلٰى اَنْ مَاتَتْ وَكُنْتُ مُلَازِمًا لَهَا)) [2]

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے دور خلافت میں فتویٰ دینے میں مشغول رہیں۔ یہ سلسلہ یونہی جاری رہا، یہاں تک کہ آپ وفات پا گئیں اور میں آپ کی خدمت میں حاضر رہتا۔''

صدیقہ کائنات اور خوشگوار تعریف

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت سے فضائل ومناقب سے آراستہ کیا تھا جن کی وجہ سے سرکردہ علماء، نامور زہاد اور گنے چنے عبادت گزاروں نے آپ کی تعریف وتوصیف میں بہت کچھ لکھا اور نامور علماء تو آپ کی تعریف میں ایک دوسرے سے بازی لیتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ بھلا ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعریف کیوں نہ کریں؟ جب کہ اللہ رب العالمین نے سات آسمانوں کے اوپر سے ان کی تعریف میں آیات

---

① الاحکام ابن حزم (۲/ ۸۹)۔

② انساب الاشراف (۱/ ۴۱۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازل کی ہیں۔ اس سے بڑھ کر بھی بھلا کسی کی کوئی تعریف ہو سکتی ہے۔

بڑے بڑے علماء اور مصنّفین نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعریف میں بہت کچھ لکھا ہے اور انھوں نے بہت کچھ اپنی محفلوں میں بیان کیا ہے۔ تاکہ یہ قیامت تک مؤمن خواتین کے لیے نمونہ ہوں۔ لیکن آپ کی تعریف وتوصیف میں ان کے بھانجے سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ مفتیٔ مدینہ نے نہایت ہی جامع ومانع اسلوب اختیار کیا، فرماتے ہیں:

((صَحِبْتُ عَائِشَةَ فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ كَانَ أَعْلَمَ بِآيَةٍ أُنْزِلَتْ وَلَا بِفَرِيضَةٍ وَلَا بِسُنَّةٍ وَلَا بِشِعْرٍ وَلَا أَرْوَى لَهُ وَلَا بِيَوْمٍ مِنْ أَيَّامِ الْعَرَبِ وَلَا بِنَسَبٍ وَلَا بِكَذَا وَلَا بِكَذَا وَلَا بِقَضَاءٍ وَلَا طِبٍّ، مِنْهَا فَقُلْتُ لَهَا يَا خَالَةُ! الطِّبُّ مِنْ أَيْنَ عُلِّمْتِيهِ؟ فَقَالَتْ كُنْتُ أَمْرَضُ فَيُنْعَتُ لِيَ الشَّيْءُ وَيَمْرَضُ الْمَرِيضُ فَيُنْعَتُ لَهُ وَأَسْمَعُ النَّاسَ يَنْعَتُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ فَأَحْفَظُهُ)) [1]

”میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحبت میں رہا۔ میں نے کبھی کسی کو کسی آیت، کسی فریضہ، کسی سنت، کسی شعر، کسی لڑائی، کسی حسب ونسب، کسی فیصلے یا طب میں آپ سے بڑا عالم یا روایت کرنے والا نہیں دیکھا۔ میں نے پوچھا: خالہ جان! طب آپ نے کہاں سے سیکھی؟ تو فرمایا: میں بیمار ہو جاتی تو میرے علاج کے لیے کوئی چیز بیان کی جاتی، کوئی اور بیمار ہو جاتا اور اس کے لیے کوئی دوائی بیان کی جاتی اور میں لوگوں سے سنتی کہ بعض بعض کو دوائی کے بارے میں بتاتے ہیں تو میں اسے زبانی یاد کر لیتی۔“

سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے بہت سے علم کے بارے میں کوئی سوال ہی نہیں کیا۔

سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ مزید یہ فرماتے ہیں کہ اگر ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوئی اور فضیلت نہ بھی ہوتی تو واقعہ افک (بہتان) ہی آپ کی عظمت، جلالت اور رفعت شان کے لیے بہت کافی تھا۔ قرآن مجید میں آپ کے حق میں آیات نازل ہوئیں جو قیامت تک پڑھی

[1] سیر اعلام النبلاء (۲/ ۱۸۳) حلیة الاولیاء (۲/ ۴۹) مجمع الزوائد (۹/ ۲۴۲) نساء مبشرات بالجنة (۲/ ۴۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں گی۔ ①

امام مسروق بن اجدع رحمہ اللہ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کثرت سے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا اور ان کے علمی سرچشمے سے سیراب ہوئے۔ امام مسروق سے پوچھا گیا کہ کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میراث کا علم اچھی طرح جانتی تھیں؟ تو امام مسروق نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں نے بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ میراث کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کرتے تھے۔

وہ مزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ ان سے میراث کے بارے میں پوچھتے تھے۔ ②

ابو بردہ بن ابی موسیٰ اپنے باپ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا:

((ما أَشْكَلَ عَلَيْنَا اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَدِيْثٌ قَطُّ فَسَاَلْنَا عَنْهُ عَائِشَةَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا)) ③

''ہم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی مسئلے میں کوئی مشکل پیش آئی پھر ہم نے اس مسئلے کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو ہم نے اس کا علم ان کے پاس پایا۔''

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((لَوْ جُمِعَ عِلْمُ عَائِشَةَ اِلٰى عِلْمِ جَمِيْعِ النِّسَاءِ لَكَانَ عِلْمُ عَائِشَةَ اَفْضَلَ)) ④

''اگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم کا تمام عورتوں کے علم سے موازنہ کیا جائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم بڑھ کر ہوگا۔''

---

① اسد الغابة (٦/ ١٩١)۔

② الحاكم فی المستدرك (٤/ ١١) سنن دارمی (٢/ ٣٤٢)۔ ابن سعد (٨/ ٦٦) سير اعلام النبلاء (٢/ ١٨٢)۔ نساء مبشرات بالجنة (٢/ ٣٩)۔

③ ترمذی رقم الحديث (٣٨٨٣)۔

④ الحاكم فی المستدرك (٤/ ١١) تاريخ الاسلام للذهبی (عهد معاويةؓ ص ٢٤٧) مجمع الزوائد (٩/ ٢٤٣)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ ان اکابر تابعین میں سے ہیں جنھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ وہ آپ کی تعریف نہایت ہی جامع و مانع الفاظ میں کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((كَانَتْ عَائِشَةُ اَفْقَهَ النَّاسِ وَاَحْسَنَ النَّاسِ رَأْيًا فِي الْعَامَّةِ)) ①

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سب لوگوں سے زیادہ فقیہہ اور عام مسائل میں سب لوگوں سے زیادہ اچھی رائے رکھنے والی تھیں۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دل آویز فضائل و مناقب

کوئی محقق اپنی کتاب میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تمام فضائل و مناقب کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ لیکن ہم حبیب کبریا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب نظر رفیقہ حیات کے چمن کا ایک پھول پیش کرتے ہیں۔ ہم آپ کے چند فضائل و مناقب بیان کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں جو نیلے صاف ستھرے آسمان پر جگمگاتے ہوئے تاروں کی مانند دکھائی دیتے ہیں۔

دنیا سے بے رغبتی کے لحاظ سے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں سے بڑھ کر زاہدہ تھیں۔ آپ اس خوشحالی کے ہوتے ہوئے بھی جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے نصیب میں کردی تھی دنیا کے ساز وسامان سے بے رغبتی کے اعتبار سے بہت بلند درجے پر فائز تھیں۔

ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں:

((كَانَتْ لِلدُّنْيَا قَالِيَةً، وَعَنْ سُرُوْرِهَا لَاهِيَةً، وَعَلٰى فَقْدِ اَلِيْفِهَا بَاكِيَةً)) ②

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے زہد وتقویٰ کے اتنے زیادہ دلنشیں قصے ہیں کہ کانوں کو سنتے ہوئے اکتاہٹ ہی محسوس نہ ہو، بلکہ یہ قصے اور داستانیں سن کر حوصلے بلند ہوتے ہیں اور اس حقیقی زندگی میسر آنے کی دل میں آرزو پیدا ہوتی ہے جو زندگی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پسند تھی اور وہ ہے آخرت کی زندگی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں آخرت کی خوشحال زندگی کے حصول کی لگن تھی، تاکہ وہاں مالک وقادر مطلق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب ہو۔

① تاریخ الاسلام للذهبي (عهد معاوية بن ابي سفيان ص ۲۴۷) اسد الغابة (٦/ ١٩١)۔
② حلية الاولياء (٢/ ٤٤)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ہم سخاوت کے دروازے کو کھٹکھٹاتے ہیں اور سخاوت کے سمندر میں داخل ہوتے ہیں تو ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سخاوت کے سمندر کی لہر کی مانند پاتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسلسل سخاوت کرتی رہتی تھیں، کبھی اس سے دست کش نہیں ہوتی تھیں۔ سخاوت کے میدان میں وہ اس اونچے درجے تک پہنچ چکی تھیں کہ ہر کسی کی نظریں ان کی طرف اٹھتی تھیں اور ہر کوئی انھیں رشک کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

اس سلسلے میں سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((لَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقْسِمُ سَبْعِينَ أَلْفًا وَإِنَّهَا لَتَرْقَعُ جَيْبَ دِرْعِهَا)) ①

''میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ ستر ہزار تقسیم کر رہی ہیں اور خود اپنی قمیص کے گریبان کو پیوند لگا رکھا ہے۔''

سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ اپنی خالہ کے زہد وتقویٰ اور جود وسخا کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ایک دفعہ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک لاکھ درہم بھیجے۔ اللہ کی قسم! شام نہ پڑنے دی کہ وہ سب تقسیم کر دیے۔ آپ کی کنیز نے کہا: کاش! اگر آپ ایک درہم کا ہمارے لیے گوشت خرید لیتیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے غصے کے لہجے میں کہا: اگر تو یہ بات نہ کہتی تو کیا ہوتا، اور اس دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا روزہ تھا۔ وہ اپنی جود وسخا اور زہد و تقویٰ کے اعتبار سے کتنی معزز تھی۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ہماری اماں جان سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کیا خوب کہا ہے:

((كَانَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَكْرَمِ أَهْلِ زَمَانِنَا وَلَهَا فِي السَّخَاءِ أَخْبَارٌ)) ②

''ام المومنین ہمارے زمانے کے سب لوگوں سے زیادہ معزز اور سخی تھیں اور سخاوت کے حوالے سے ان کے بہت سے واقعات ہیں۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی جہاں تک عبادت کا تعلق ہے تو اس کے کیا کہنے! یہ چیز

---

① حلیة الاولیاء (۲/ ۴۷)۔

② سیر اعلام النبلاء (۲/ ۱۹۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی کوئی دوسری تھی۔ چونکہ انھوں نے پاکیزہ اور عزت والے خانہ نبوی میں پرورش پائی اور وہاں بچشم خود نبوت کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں، وحی کی آیات کا مشاہدہ کیا اس لیے آپ نبی کریم ﷺ کی عبادت اور آپ کے طریقے سے بہت زیادہ متاثر ہوئیں، عبادت گزاری میں وہ رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے لگیں، یہاں تک کہ عبادت کے میدان میں وہ مرجع خلائق بن گئیں۔ وہ رات کو قیام کیا کرتیں اور دن کو روزہ رکھتیں، یہاں تک کہ وہ نماز اور روزے کی محبت میں وارفتہ ہو گئیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ہر روز روزہ رکھتی تھیں۔ حج اور عمرہ کرنا انھیں بہت پسند تھا۔ اس سلسلے میں بہت سے واقعات ان سے متعلق ہیں۔ اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان ایک اہم دلیل ہے جب کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا عورتوں پر جہاد واجب ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں! ان پر ایسا جہاد فرض ہے جس میں لڑائی نہیں ہوتی، اور وہ ہے ''عمرہ''۔ ①

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک ایسی عظیم فضیلت ہے جو شاید ہی آپ کی کسی سوکن میں پائی جاتی ہو اور وہ یہ کہ انھیں جبریل علیہ السلام نے سلام کیا۔ صحیح بخاری میں مذکور ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاعَائِشُ هٰذَا جِبْرِيلُ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلاَمَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلاَمُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تَرٰى مَالاَ نَرٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ)) ②

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبریل (علیہ السلام) تمھیں سلام کہتے ہیں۔

---

① بخاری کتاب الجهاد باب جهاد النساء، ح (۲۸۷۶) مسند احمد (۶/ ۶۷، ۶۸) ابن خزیمة رقم الحدیث (۳۰۷۴) مسند ابو یعلی رقم الحدیث (۴۵۱۱) ابن حبان (۳۷۰۲) مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث (۸۸۱۱) سنن ابن ماجة رقم الحدیث (۲۹۰۱)۔

② بخاری کتاب فضائل الصحابة باب فضل عائشة رضی اللہ عنہا رقم الحدیث (۳۷۶۸) صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب فضائل عائشة ام المومنین رضی اللہ عنہا رقم الحدیث (۲۴۴۷) مسند احمد (۶/ ۸۸) سنن دارمی رقم الحدیث ۲۶۴۱ ابوداؤد رقم الحدیث (۵۲۳۲) ترمذی رقم الحدیث (۲۶۹۳) مسند ابو یعلی رقم الحدیث (۴۷۸۱) ابن حبان رقم الحدیث (۷۰۹۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے کہا: انھیں بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمت ہو ان پر۔ اے اللہ کے رسول! آپ جو کچھ دیکھتے ہیں ہم نہیں دیکھ پاتے۔''

ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کمال ادبی اسلوب میں بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

((اَلصِّدِّيْقَةُ بِنْتُ الصِّدِّيْقِ، الْعَتِيْقَةُ بِنْتُ الْعَتِيْقِ حَبِيْبَةُ الْحَبِيْبِ وَأَلِيْفَةُ الْقَرِيْبِ، سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدِ الْخَطِيْبِ، الْمُبَرَّأَةُ مِنَ الْعُيُوْبِ، الْمُعَرَّاةُ مِنَ ارْتِيَابِ الْقُلُوْبِ، لِرُؤْيَتِهَا جِبْرِيْلُ رَسُوْلُ عَلَّامِ الْغُيُوْبِ، عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضی اللہ عنہا)) ①

''صدیق کی بیٹی صدیقہ، عتیقہ (جہنم سے آزاد) عتیق کی بیٹی، اللہ کے محبوب کی محبوبہ، اللہ کے مقرب کی مقربہ، تمام رسولوں کے سردار، خطیب اعظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ، جو عیوب سے بری، شکوک قلب سے صاف، جس کے دیکھنے کے لیے اللہ نے جبریل فرشتے کو بھیجا، جسے علام الغیوب ہستی نے اسے دیکھنے کے لیے بھیجا۔ یہی ہیں مؤمنوں کی ماں امی عائشہ رضی اللہ عنہا۔''

اگر ہم سیدہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب تلاش کرنے لگیں تو ہمارے پاس آپ کے فضائل و مناقب پر مشتمل کتابوں کے انبار لگ جائیں گے، لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر ہی ہم اکتفا کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ)) ②

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام خواتین پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام

---

① حلیۃ الاولیاء (۲/ ۴۳)۔

② صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب فضل عائشۃ رضی اللہ عنہا رقم الحدیث (۳۷۷۰)۔ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضائل عائشۃ ام المومنین رضی اللہ عنہا رقم الحدیث (۲۴۴۶) مسند احمد (۳/ ۱۵۶) طبرانی کبیر (۲۳/ ۱۰۹) مسند ابو یعلی رقم الحدیث (۳۶۷۲) ترمذی رقم الحدیث (۳۸۸۷) سنن ابن ماجۃ رقم الحدیث (۳۲۸۱) نسائی کبریٰ رقم الحدیث (۶۶۹۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانوں پر ہے۔"

تمام عزتوں سے بڑھ کر جو عزت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نصیب میں آئی وہ یہ ہے کہ آپ کا حجرہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری ٹھکانہ بنا جس کی زیارت کے لیے دور دراز سے لوگ کھچے چلے آتے ہیں اور وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھیوں پر سلام بھیجتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ فضل و شرف پہلے ہی دیکھ لیا تھا۔ انھوں نے ایک دفعہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے حجرے میں تین چاند اتر آئے ہیں تو انھوں نے خواب کی تعبیر بتاتے ہوئے فرمایا تھا کہ اگر تیرا خواب سچا ہے تو تیرے حجرے میں روئے زمین کے سب سے افضل تین اشخاص دفن ہوں گے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجرے میں دفن کیا گیا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ایک چاند ہے جو تو نے اپنے خواب میں دیکھا اور یہ سب سے بہتر ہے۔ پھر دوسرے چاند کو وہاں دفن کیا گیا۔ یہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خود تھے۔ پھر تیسرے چاند کو اس حجرے میں دفن کیا گیا اور وہ تھے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، اور ان کے دفن ہونے سے سیدہ عائشہؓ کے خواب کی تعبیر مکمل ہوئی۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

صدیقہ کائنات اور ادب

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے علم، زہد اور تقویٰ کے آسمان پر بہت بلند مقام حاصل کیا اور فصاحت و بلاغت کے میدان میں وہ بلند مقام حاصل کیا کہ دور نبوت یا اس کے بعد آنے والے دور میں کوئی خاتون وہ مقام حاصل نہ کر سکی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اعلیٰ و ارفع اور احسن و اکمل فصاحت و بلاغت کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ذہبی رحمہ اللہ گواہی دیتے ہیں:

((وَلَهَا حَظٌّ وَافِرٌ مِنَ الْفَصَاحَةِ وَالْبَلَاغَةِ مَعَ مَالَهَا مِنَ الْمَنَاقِبِ رضی اللہ عنہا))

"فضائل و مناقب کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت میں ان کو وافر حصہ ملا تھا۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بنیادی طور پر فصاحت و بلاغت کی شُد بُد تو اپنے والد گرامی کے گھر حاصل کی کیونکہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فصاحت و بلاغت،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسب ونسب اور تاریخی واقعات کے لحاظ سے بڑی مہارت رکھتے تھے اور وہ اس حوالے سے بڑے مشہور و معروف تھے۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ کے گھر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانے میں منتقل ہو گئیں اور آپ کی آنکھوں کے سامنے پروان چڑھیں۔ آپ ہی سے ادب میں مہارت حاصل کرنے لگیں اور قرآنی بیان کے سرچشموں پر وارد ہو کر ان سے سیراب ہونے لگیں اور فصاحت و بلاغت میں ایسا کمال حاصل کیا کہ ان کی باتیں نورِ نبوت سے بکھرتی ہوئی کرنیں معلوم ہوئیں، سننے والا ان کا کلام سنتے ہی انگشت بدنداں رہ جاتا۔ ان کا اسلوب بیان ایسا فصیحانہ و بلیغانہ ہوتا کہ سننے والے پر جادو طاری ہو جاتا۔

جہاں تک واقعہ افک کا تعلق ہے تو ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جس انداز میں اس کی روئیداد بیان کی وہ ایک ادب پارے کی حیثیت اختیار کر گیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فصاحت و بلاغت تو ضرب المثل کی حد کو پہنچ گئی۔ سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

((وَاللّٰهِ مَاسَمِعْتُ قَطُّ اَبْلَغَ مِنْ عَائِشَةَ)) ①

''اللہ کی قسم! میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فصیح و بلیغ کلام کرتے ہوئے نہیں سنا۔''

موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مَارَاَيْتُ اَحَدًا اَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ)) ②

''میں نے کسی کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر فصیح کلام کرتے نہیں دیکھا۔''

احنف بن قیس۔ آپ کیا جانیں کہ احنف بن قیس کون ہیں؟

یہ عرب کے مشہور و معروف فصیح و بلیغ خطیب ہیں جن کی فصاحت و بلاغت اور حلم و بردباری کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں گواہی دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

((سَمِعْتُ خُطْبَةَ اَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَالْخُلَفَاءِ بَعْدَهُمْ فَمَا سَمِعْتُ الْكَلَامَ مِنْ فَمِ مَخْلُوْقٍ اَفْخَمَ وَلَا اَحْسَنَ

---

① تاریخ الاسلام للذهبی (عهد معاوية ص ۲۴۹)

② بهجة المجالس للقرطبی (۲/ ۲۴۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْهُ مِنْ فِي عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا)) ①

''میں نے ابوبکر، عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آنے والے خلفاء کے خطبے سنے۔ میں نے اللہ کی مخلوق کے منہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر فصیح و بلیغ کلام نہیں سنا۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو زبانی اشعار یاد ہونے کے حوالے سے بھی ایک اعزاز حاصل تھا۔ سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((رُبَّمَا رَوَتْ عَائِشَةُ الْقَصِيْدَةَ سِتِّيْنَ بَيْتًا اَوْ اَكْثَرَ)) ②

''بسا اوقات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ساٹھ یا اس سے بھی زیادہ اشعار پر مشتمل قصیدہ زبانی بیان کر دیا کرتی تھیں۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس حوالے سے اپنے بارے میں بیان فرماتی ہیں:

((رَوَيْتُ لِلَبِيْدِ بْنِ رَبِيْعَةَ نَحْوًا مِّنْ اَلْفِ بَيْتٍ))

''میں نے لبید بن ربیعہ کے تقریباً ایک ہزار اشعار بیان کیے ہیں۔''

لبید ان مشہور و معروف شعراء میں سے ایک ہیں جنھوں نے جاہلیت اور اسلام کا زمانہ دیکھا اور یہ ان فصیح و بلیغ شعراء میں سے ہیں جنھوں نے دنیا کو متاثر کیا۔ اسی لیے جلیل القدر اور ثقہ تابعی امام عامر شعبی رحمہ اللہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم و فضل اور فقہی معلومات پر تعجب کرتے ہوئے ان کا ذکر خیر کرتے اور پھر جب ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اپنی بات ختم کر لیتے تو آخر میں کہتے:

((مَا ظَنُّكُمْ بِاَدَبِ النُّبُوَّةِ))

''تو تمھارا ادب نبوت کے بارے میں کیا خیال ہے؟''

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بچوں کو تلقین کرنے کے حوالے سے بڑی گہری نظر تھی۔ وہ بچوں کو علم، ادب اور شعر کے میدان میں پھلتا پھولتا ہوا دیکھنا چاہتی تھیں۔ وہ ہمیشہ بچوں کو

① سیر اعلام النبلاء (۲/ ۱۹۱) حاکم فی المستدرك (۴/ ۱۱)۔

② سیر اعلام النبلاء (۲/ ۱۸۳)۔

مستدرك حاکم رقم الحديث (٦٧٩٣)۔

طبقات ابن سعد (۸/ ۷۲، ۷۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعر و شاعری کی تعلیم دینے کی وصیت کیا کرتی تھیں۔ کیونکہ اس سے بچے کی صلاحیتوں میں نکھار پیدا ہوتا ہے اور ان کی گفتگو میں حسن پیدا ہوتا ہے۔ وہ فرمایا کرتی تھیں:

((رَوُّوا اَوْلادَكُمُ الشِّعْرَ تَعْذُبُ اَلْسِنَتُهُمْ))

''اپنے بچوں کو شعر سے سیراب کرو، اس سے ان کی زبانوں میں مٹھاس پیدا ہو گی۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو شعر کے حوالے سے بڑا ملکہ و مقام حاصل تھا۔ کوئی حادثہ یا واقعہ پیش آتا تو آپ اس کی مناسبت سے شعر کہہ دیتیں۔

سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مَا كَانَ يَنْزِلُ لِعَائِشَةَ شَيْءٌ اِلَّا اَنْشَدَتْ فِيهِ شِعْرًا)) ①

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کوئی چیز درپیش آتی تو آپ اس حوالے سے شعر پڑھ دیتیں۔''

شاید ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو فصاحت و بلاغت میں یہ ادبی و علمی مقام ان عرب وفود سے خطبے اور اشعار سن کر میسر آیا ہو جو وفود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اپنے خاص اسلوب میں بیان کرتے تھے۔ عرب وفود ہر جگہ سے آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ آپ ان کی باتیں غور سے سنا کرتی تھیں اور انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور خطبے بتایا کرتی تھیں۔ اس طرح ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو فصاحت و بلاغت میں کمال حاصل ہو گیا۔

یہی وجہ ہے کہ جب امیر المومنین سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے اپنے زمانے کے سب سے بڑے فصیح و بلیغ آدمی زیاد سے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فصاحت و بلاغت کے بارے میں پوچھا تو اس نے برملا کہا کہ اگر آپ مجھ سے پوچھتے ہیں تو میں تو یہ کہوں گا کہ ام المومنین عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سب لوگوں سے بڑھ کر فصیح و بلیغ ہیں۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا:

((وَاللّٰهِ مَا فَتَحَتْ بَابًا تُرِيْدُ اَنْ تُغْلِقَهُ اِلَّا اَغْلَقَتْهُ وَلَا اَغْلَقَتْ بَابًا تُرِيْدُ اَنْ تَفْتَحَهُ اِلَّا فَتَحَتْهُ)) ②

---

① بهجة المجالس (١/ ٣٧)۔

② صفة الصفوة (٢/ ٣٦)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ کی قسم! کوئی کھلا ہوا دروازہ انھوں نے بند کرنا چاہا تو بند کر دیا اور کوئی بند دروازہ کھولنا چاہا تو اسے کھول دیا۔''

حقیقت یہ ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فصاحت و بلاغت کے حوالے سے قادر الکلام، زبردست فصیح و بلیغ اور جلیل القدر خاتون تھیں۔ عمدہ و دلنشیں اسلوب میں بات کرنے کا سلیقہ ان میں بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔ ان کی گفتگو انتہاء درجے کی نفاست سلاست اور حلاوت سے آراستہ ہوتی۔ ان کی گفتگو میں ہلکا پن قطعاً نہیں پایا جاتا تھا، بلکہ کسی کی غلط بات سن کر یہ جز بز ہو جایا کرتی تھیں اور سختی سے اس کا مؤاخذہ کرتیں اور ایسی گفتگو کرنے والے کو فصاحت و بلاغت کے سیدھے راستے پر گامزن کر دیتیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ان کے زریں اصول

جب ہم ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اقوال زریں کی طرف دیکھتے ہیں تو وہ ایسے جادو بیانی کے اسلوب میں ڈھلے ہوئے نظر آتے ہیں کہ انھیں سنتے ہی دلوں پر وجد طاری ہو جاتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ ادبی صلاحیت دراصل قرآن مجید کے دستر خوان سے حاصل ہوئی جو کبھی بھی ختم ہونے والا نہیں اور نہ اس کے صاف ستھرے چشمے کبھی خشک ہوں گے۔

اس لیے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اقوال زریں نہایت شستہ اور دلنشیں ہیں۔ آپ فرماتی ہیں:

((لِلّٰهِ دَرُّ التَّقْوٰى مَا تَرَكَتْ لِذِیْ غَیْظٍ شِفَاءً)) [1]

''اللہ بھلا کرے تقویٰ کا جس نے غیظ و غضب والے کے لیے کوئی شفاء نہ چھوڑی۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول حکمت، ادب اور حسن نظر پر مشتمل کلمات ملاحظہ کریں: فرماتی ہیں:

((لَا سَهَرَ اِلَّا لِثَلَاثَةٍ مُصَلٍّ اَوْ عَرُوْسٍ اَوْ مُسَافِرٍ)) [2]

''تین راتوں کو جاگنے والے اشخاص صرف تین ہیں: نمازی، نئی شادی والا یا مسافر۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انصار کی مدح میں ایسی کمال کی بات کہی کہ دل باغ باغ ہو گیا۔ وہ

[1] عیون الاخبار (۱/ ۱۴۱)۔ [2] عیون الاخبار (۱/ ۱۴۱)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان خوش نصیب انصار کی مدح سرائی کرتی ہیں جو اپنی ضرورت کو پس پشت ڈال کر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ سنیے! ان کے بارے میں انھوں نے کیا فرمایا:

((مَا تُبَالِي الْمَرْءَةُ إِذَا نَزَلَتْ بَيْنَ بَيْتَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ صَالِحَيْنِ أَلَّا تَنْزِلُ مِنْ أَبَوَيْهَا)) ①

''جب بھی کوئی عورت جو نیک انصاری گھرانوں میں اترتی ہے، یعنی بیاہ کر آتی ہے، تو وہ ان کو والدین اور وہ اسے بیٹی ہی سمجھتے ہیں۔''

رزق کی تلاش کے بارے میں وہ ایسا قول زریں بیان کرتی ہیں جو اپنی شیرینی میں جواب نہیں رکھتا۔ فرماتی ہیں:

((اِلْتَمِسُوا الرِّزْقَ فِي خَبَايَا الْأَرْضِ)) ②

''زمین کے کونوں میں رزق تلاش کرو۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مریل شخص کو دیکھا جو اپنے زہد وتقویٰ کی نمائش کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟

آپ کو بتایا گیا کہ یہ زاہد یعنی صوفی منش آدمی ہے تو آپ نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا:

((قَدْ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ زَاهِدًا وَكَانَ إِذَا قَالَ أَسْمَعَ وَإِذَا مَشٰى أَسْرَعَ وَإِذَا ضَرَبَ فِي ذَاتِ اللّٰهِ أَوْجَعَ)) ③

''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ زاہد تھے، جب وہ کوئی بات کہتے تو اسے سناتے یعنی زور سے کہتے، جب وہ چلتے تو تیز رفتاری سے چلتے اور جب کسی کو اللہ کے حکم کے مطابق مارتے تو اسے خوب درد پہنچاتے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زاہدوں کے سردار تھے۔ جب ان کا حال یہ تھا تو یہ شخص کس باغ کی مولی ہے کہ یہ اپنے زہد وتقویٰ کی نمائش مریل انداز میں کر رہا ہے۔ یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔

---

① الزهد للامام احمد (ص۲۰۶)۔ عيون الاخبار (۳/ ۲۳) صفة الصفوة (۲/ ۳۲)۔

② نساء مبشرات بالجنة (۲/ ۴۷)۔

③ نساء مبشرات بالجنة (۲/ ۴۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب لوگوں کو نصیحت کرنا چاہتیں تو نہایت عمدہ اور دلکش اسلوب بیان اختیار کرتیں۔

اس حوالے سے آپ کا ایک قول زریں ملاحظہ ہو۔ جس میں اطاعت اختیار کرنے اور گناہوں سے اجتناب کرنے کی نہایت خوبصورت انداز میں تلقین کی گئی ہے۔ فرماتی ہیں:

((اِنَّکُم لَنْ تَلقَوُا اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ بِشَیْءٍ خَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ قِلَّةِ الذُّنُوبِ فَمَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّسْبِقَ الدَّائِبَ الْمُجْتَهِدَ فَلْیَکُفَّ نَفْسَهٗ عَنْ کَثْرَةِ الذُّنُوبِ)) ①

''قلت گناہ سے بہتر کوئی چیز نہیں کہ جس کے ساتھ تم اللہ سے ملاقات کرو، جو شخص مسلسل محنت سے عبادت کرنے والے شخص سے سبقت چاہتا ہے اسے چاہیے کہ کثرت گناہ سے خود کو بچالے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا درج ذیل قول زریں تو آپ کی کمال درجے کی دین داری، تقویٰ اور حقوق اللہ کی معرفت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

آپ ہمیشہ یہ فرمایا کرتی تھیں:

((مَنْ عَمِلَ بِمَا یُسْخِطُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ عَادَ حَامِدُهٗ مِنَ النَّاسِ لَهٗ ذَامًّا))

''جو ایسا عمل کرتا ہے جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے تو لوگوں میں سے اس کی تعریف کرنے والا اس کی مذمت کرنے لگے گا۔''

ہاں! یہ بات برحق ہے کہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہوگی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا لوگوں کو زیادہ احسان کرنے پر انگیخت کیا کرتی تھیں اور شکوک وشبہات، الزام تراشی، شہرت طلبی اور باتونی بننے سے اجتناب کرنے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔

آپ سے پوچھا گیا کہ آدمی برا کب ہوتا ہے؟

تو آپ نے جواب دیا کہ جب وہ اپنے آپ کو نیک خیال کرنے لگے۔

یہ تھے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول چند اقوال زریں جو امہات الکتب کے حوالے سے آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے ہیں۔ اب ہم آپ کے چند اور دلنشیں اقوال پر

---

① وفیات الاعیان (۳/ ۱۶)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کو ختم کرتے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں:

((یَابُنَیَّ لَا تَطْلُبُوْا مَا عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ غَیْرِ عِنْدِ اللّٰہِ بِمَا یُسْخِطُ اللّٰہَ))

''میرے بیٹو! جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ غیر اللہ سے نہ مانگو، اس طریقے سے جو اللہ کو ناراض کر دے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حسن اخلاق کی دس علامتیں ہیں جو اسے نصیب ہوتی ہیں جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو اور اس پر خاص نظر کرم ہو۔ اللہ یہ صفات اسے دیتا ہے جس کو محبوب جانتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ علامتیں باپ میں نہ ہوں لیکن بیٹے میں پیدا ہو جائیں۔ آقا میں نہ ہوں اور غلام میں پیدا ہو جائیں۔ یہ تو اسے ملتی ہیں جس کے نصیب اچھے ہوتے ہیں، اور وہ ترتیب وار یہ ہیں:

① سچ ② لوگوں سے نرم برتاؤ ③ صلہ رحمی ④ امانت کی حفاظت ⑤ پڑوسی سے نرم برتاؤ ⑥ سائل کو خالی نہ موڑنا ⑦ انعام دینا ⑧ مہمان نوازی ⑨ وعدہ وفائی اور ⑩ ان سب کی بنیاد ہے حیاء۔ ①

خوش اخلاقی کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ زریں قول ملاحظہ ہو، آپ فرماتی ہیں:

((رَأْسُ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ الْحَيَاءُ)) ②

''حیاء خوش اخلاقی کا سردار ہے۔''

الفت اور محبت کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول زریں بھی ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتی ہیں:

((جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰی حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْهَا وَبُغْضِ مَنْ اَسَاءَ اِلَیْهَا))

''جس نے احسان کیا ہو دل اس کی طرف کھنچتے ہیں اور جس نے برا سلوک کیا ہو دل اس سے نفرت کرتے ہیں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دلنشیں اقوال میں سے ایک یہ قول بھی ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتی ہیں:

((اِنَّ لِلّٰہِ خَلْقًا قُلُوْبُهُمْ كَقُلُوْبِ الطَّیْرِ كُلَّمَا خَفَقَتِ الرِّیْحُ خَفَقَتْ

---

① بهجة المجالس (١/ ٦٠١، ٦٠٢)۔

② بهجة المجالس (١/ ٥٩٢)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَعَهَا فَأُفٍّ لِلْجُبَنَاءِ فَأُفٍّ لِلْجُبَنَاءِ))

''اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی مخلوق ہے جن کے دل پرندوں کے دلوں کی طرح ہیں، جب ہوا نرم پڑے تو وہ بھی ساتھ ہی مائل ہو جاتے ہیں۔ افسوس بزدلوں پر! افسوس بزدلوں پر!''

سچی اطاعت کے حوالے سے آپ فرماتی ہیں:

((مَنْ اَرْضَى اللّٰهَ بِاِسْخَاطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ اَرْضَى النَّاسَ بِاِسْخَاطِ اللّٰهِ وَكَّلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ))

''جس نے لوگوں کو ناراض کر کے اللہ کو راضی کر لیا اللہ اس کے اور لوگوں کے درمیان اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور جس نے اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی کیا اللہ اسے لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک معرفت سے لبریز دل آویز اور دلربا قول یہ بھی ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتی ہیں:

((كُلُّ شَرَفٍ دُوْنَهُ لَوْمٌ فَاللَّوْمُ اَوْلٰى بِهٖ وَكُلُّ لُؤْمٍ دُوْنَهُ شَرَفٌ فَالشَّرَفُ اَوْلٰى بِهٖ))

''ہر شرف جس کے پیچھے ملامت ہو تو ملامت بہتر ہے اور ہر ملامت جس کے پیچھے شرف ہو تو اس کے لیے شرف بہتر ہے۔''

صدیقہ کائنات اور حوّا کی بیٹیاں

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ہر طبقے کی عورت کے لیے ان کا حصہ دکھائی دیتا ہے۔ انھوں نے ہر مفید دروازے پر دستک دی اور انوکھا و نرالا انداز اختیار کیا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں ہر عورت کے لیے راہنمائی ملتی ہے۔ دوشیزاؤں، شادی شدہ عورتوں بلکہ ہر عمر کی عورتوں کے لیے ان کی زندگی مشعل راہ ہے۔ یہ صورت حال اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دلی طور پر یہ چاہتی ہیں کہ عورت زندگی کی دوڑ میں ہر خیر و برکت کے کام کی چابی ہو اور وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت کے حوالے سے مرد کی مددگار ہو، تاکہ مرد و زن دونوں اس جنت میں پہنچ جانے میں کامیاب ہوں جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے پرہیز گاروں کے لیے کیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس حوالے سے دیکھتے ہیں تو وہ پہلے مردوں کو اپنے لیے رفیقہ حیات منتخب کرنے کے لیے حسن انتخاب کی نصیحت کرتی ہیں کہ شادی سے پہلے خوب اچھی طرح جانچ پڑتال کر لینی چاہیے کہ بیوی ایسی ہو جو ہر اعتبار سے اس کے لیے بہتر ہو۔ اسی طرح آپ والدین کو یہ نصیحت کرتی ہیں کہ اپنی بیٹی کے لیے ایک ایسے خاوند کو تلاش کریں جو شریف الطبع اور وفادار ہو۔ اور ہر لحاظ سے بیٹی کا ہم پلہ ہو۔ اس حوالے سے آپ فرماتی ہیں:

((اَلنِّکَاحُ رِقٌّ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ عِنْدَ مَنْ یُرِقُّ کَرِیْمَتَهٗ))

"نکاح ایک بندھن ہے۔ تم میں سے ہر ایک کو خوب اچھی طرح دیکھ لینا چاہیے کہ اپنی عزیز بچی کو کس کے ساتھ باندھ رہا ہے۔"

اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والدین کو یہ وصیت کرتی ہیں کہ چھوٹی بچیوں کے احساسات اور ذوق کا خیال رکھا کریں۔ اس حوالے سے وہ ارشاد فرماتی ہیں:

((اُقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِیَةِ الْحَدِیْثَةِ السِّنِّ الَّتِیْ تَسْمَعُ اللَّهْوَ))

"چھوٹی عمر کی بچی کی دلچسپی کا لحاظ کرو اور اندازہ لگایا کرو جو کھیل کود میں دلچسپی رکھتی ہے۔"

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شادی شدہ خواتین کو نصیحت کرتی ہیں کہ وہ اپنے خاوندوں کے لیے زیب و زینت اختیار کرنے کا اہتمام کیا کریں کیونکہ یہ چیز ان کو گرویدہ بناتی ہے۔

آپ ایک خاتون کو نصیحت کرتی ہیں:

((اِنْ کَانَ لَكِ زَوْجٌ فَاسْتَطَعْتِ اَنْ تَنْزِعِیْ مُقْلَتَیْكِ فَتَصْنَعِیْنَهَا اَحْسَنَ مِمَّا هُمَا فَافْعَلِیْ)) [1]

"اگر تیرا خاوند ہے اور تو اس پر استطاعت رکھتی ہو کہ اپنی آنکھوں کو بہت بہتر اور خوبصورت بنا کر اس کے سامنے پیش کرے تو ضرور ایسا کر۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا شادی شدہ خواتین کو اپنے خاوندوں کے دلوں میں گھر کرنے کے لیے مختلف قسم کی خوشبو لگانے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔

ایک خاتون آپ کے پاس اکثر و بیشتر آیا کرتی تھی۔ اس نے آپ سے مہندی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اسے دلکش انداز میں جواب دیتے ہوئے فرمایا:

---

[1] طبقات ابن سعد (۸/ ۷۰، ۷۱) سیر اعلام النبلاء (۲/ ۱۸۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ))

''اچھا پودا ہے اور پاکیزہ پانی ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یونہی خواتین کو صرف نصیحتیں کرتی ہی نہیں رہتی تھیں وہ بذات خود بھی نیک خواتین کے لیے بہترین نمونہ تھیں جس کی اہمیت کا اندازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ہوتا ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

((اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِهَا الْمَرْءَةُ الصَّالِحَةُ اِنْ نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ، وَاِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ فِيْ نَفْسِهَا وَمَالِهِ))

''دنیا ایک سازو سامان ہے اور اس کا بہترین سازو سامان نیک عورت ہے۔ اگر خاوند اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے اور اگر وہ اسے حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور اگر اس سے غیر حاضر ہو تو وہ اپنی ذات اور خاوند کے مال کی حفاظت کرے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خاوند اور بیوی کے درمیان دائمی محبت و الفت پیدا کرنے کی خواہاں تھیں۔ اس لیے وہ حوا کی بیٹیوں کو پکارا کرتیں کہ اپنے گھروں میں باہمی محبت و الفت کا ماحول پیدا کرو۔ خاوند اور بیوی کے درمیان دائمی محبت و الفت گھر کو جنت نظیر بنا دیتی ہے۔ اس میدان میں وہ یہ ارشاد فرماتی ہیں:

((اَمِيْطِيْ عَنْكِ الْاَذٰى وَتَصَنَّعِيْ لِزَوْجِكِ كَمَا تَصَنَّعِيْنَ لِلزِّيَارَةِ وَاِذَا اَمَرَكِ فَلْتُطِيْعِيْهِ وَاِذَا اَقْسَمَ عَلَيْكِ فَاَبِرِّيْهِ وَلَا تَاْذِنِيْ فِيْ بَيْتِهِ لِمَنْ يَكْرَهُ)) [1]

''اپنے سے میل کچیل کو دور رکھ اور اپنے خاوند کے لیے اسی طرح بناؤ سنگھار کیا کر جس طرح تو کسی تقریب میں جانے کے لیے کیا کرتی ہے۔ جب وہ تجھے کوئی حکم دے تو اس کا کہا مان۔ جب وہ تجھ پر قسم کھائے تو اس کی لاج رکھتے ہوئے قسم کو پورا کر دے اور اس کے گھر میں کسی ایسے شخص کو داخل ہونے کی اجازت نہ دے جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کسی عورت کے بے کار بیٹھے رہنے کے حق میں نہیں تھیں

[1] مصنف عبدالرزاق (۳/ ۱۴۶)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ وہ عورتوں کو ایسے کاموں میں جتے رہنے کی تلقین کرتی تھیں جو کام ان کے لیے خیر و برکت اور خوش حالی کا پیش خیمہ بنیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خواتین کو ایسے کاموں کا اہتمام کرنے کی طرف توجہ دلایا کرتی تھیں جو زندگی کی مشکلات پر قابو پانے کے لیے خاوند کے معاون ہوں۔ آپ فرماتی ہیں:

اے خواتین کی جماعت! تم اس انعام سے خوش ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے ان خدمات کے عوض تیار کر رکھا ہے جو تم نے دنیا میں اپنے خاوندوں کی خدمت گزاری اور اپنی اولاد کی پرورش کے حوالے سے سرانجام دیں۔ تم نے دنیا میں بے چارگی کی زندگی بسر کی لیکن تمھیں انبیاء علیہم السلام کی بیویوں کے ساتھ جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ان خدمات کے صلے میں اللہ تعالیٰ تمارے تمام صغیرہ گناہوں کو بخش دے گا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ خواتین میں افضل کون ہے؟

تو انھوں نے یہ جواب دیا:

((هِيَ الَّتِي لاَ تَعْرِفُ عَيْبَ الْمَقَالِ: وَلاَ تَهْتَدِي بِمَكْرِ الرِّجَالِ فَارِغَةُ الْقَلْبِ اِلَّا مِنَ لِزَّيْنَةِ لِبَعْلِهَا وَالاِبْقَاءِ فِي الصِّيَانَةِ عَلٰى اَهْلِهَا))

”وہ عورت جو بات کے عیب کو نہ جانتی ہو اور مردوں کی چال نہ چلتی ہو، جس کا دل خاوند کے لیے زیب و زینت کے علاوہ بالکل فارغ ہو اور اپنے خاندان کی حفاظت کو باقی رکھنے والی ہو۔“

صدیقہ کائنات اور سفر آخرت

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد تقریباً نصف صدی تک زندہ رہیں اور آپ نے اس دوران میں دنیا کو علم، دین، ادب اور معرفت سے مالا مال کر دیا۔ ان کا حجرہ علم کا قصد کرنے والوں اور فقہ و معرفت کے متوالوں کے لیے قبلے کی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ وہ علم و عرفان کے لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے تاکہ وہ اس صاف و شفاف چشمے سے اپنی علمی پیاس بجھا سکیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا علم اور دین کا انسائیکلوپیڈیا تھیں، ہر اس شخص کے لیے جو علم وعرفان کی دولت حاصل کرنے کا خواہاں تھا۔ امت کے خواص اور عوام سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے محتاج تھے۔ یہ حیران و پریشان کی رہنمائی کرتیں۔ جاہل کو علم سے بہرہ ور کرتیں، طالب علم کو فضائل اختیار کرنے کے لیے ارشاد فرماتیں۔ عالم کو علمی مسائل سلجھانے کے لیے سہارا دیتیں۔ اصحاب فضل میں مزید فضائل کے بیج بوتیں۔ مختلف طبقات کے لوگ، حکمران اور عوام الناس یکساں طور پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے علمی فیض حاصل کرنے کو اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے۔ لوگ ان کے حجرے کی زیارت کے لیے دور دراز سے آتے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مشتاقین کا مقصود، محبین کا مرکز نگاہ، عارفین کا گہوارہ، مؤمنین کی امیدوں کا محور اور مخلص لوگوں کا ملجا و ماویٰ بن گیا تھا۔

۵۸ھ کے ماہ رمضان میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں اور انھوں نے وصیت کی کہ انھیں امہات المومنین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے پہلو میں جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ ماہ رمضان کی سترہ تاریخ منگل کی رات ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اور ان کی پاکیزہ روح نے راضی خوشی اپنے رب کی طرف پرواز کی۔ جب ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی وفات کا سنا تو انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے غم میں روتے ہوئے فرمایا:

((وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَتْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلَّا اَبَاهَا))

''اللہ کی قسم! وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھیں، سوائے ان کے باپ کے۔''①

اسی رات نماز عشاء کے وتر پڑھنے کے بعد انھیں دفن کر دیا گیا۔ وفات کے وقت ان کی عمر چھیاسٹھ برس تھی۔② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور نماز جنازہ پڑھائی۔ مدینہ منورہ اور اردگرد کے رہنے والے جنازے میں شریک ہوئے۔ جنازے میں اتنی بھیڑ تھی کہ اس سے پہلے اتنی تعداد میں لوگ کبھی دیکھے نہیں گئے تھے۔

یہ تذکرہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی قبر میں پانچ محرم افراد اترے۔ جن میں

---

① نساء مبشرات بالجنة (۲/ ۵۰)۔

② طبقات ابن سعد (۸/ ۷۶)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ذیل کے نام پیش خدمت ہیں:

① عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر (عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے کے بیٹے)

② عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر (عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھارہ (یا انیس) سال تھی۔ ① جنت البقیع کے قبرستان میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا جسد خاکی سپرد خاک کیا گیا۔ جو دنیا بھر کی خواتین میں فضل و شرف، علم و عرفان اور سخاوت کے اعتبار سے یگانہ روزگار تھیں۔

الوداع کہنے سے پہلے میں ان لوگوں کی خدمت میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنھوں نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کا مطالعہ کیا ہے، وہ یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے ان کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور نہ ہی یہ ہمارے بس میں ہے کہ ان کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرسکیں۔ ہم نے تو یہاں ان کے چند خاص علمی اور ادبی پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ جو انھوں نے پاکیزہ خانہ نبوی میں اہل بیت کی راہنمائی کے لیے فریضہ سرانجام دیا۔ ہم نے اس کی ایک جھلک دکھلانے کی سعادت حاصل کی ہے اور ان کی ادبی اور معاشرتی حیثیت کو اجاگر کیا ہے تاکہ وہ ہماری خواتین کی راہنمائی کے لیے ایک بہترین نمونہ ہوں۔

میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور امید رکھتا ہوں کہ وہ ہمیں بہتر اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بلاشبہ وہ بہتر کارساز اور مددگار ہے۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ عَمَلاً صَالِحًا يُقَرِّبُنَا اِلَيْكَ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اَنْ تُلْهِمَنَا الصَّوَابَ وَتَجْعَلَ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رُشْدًا

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

❋❋❋

---

① اسد الغابة (٦/ ١٩٢)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تفصیلی نسب نامہ

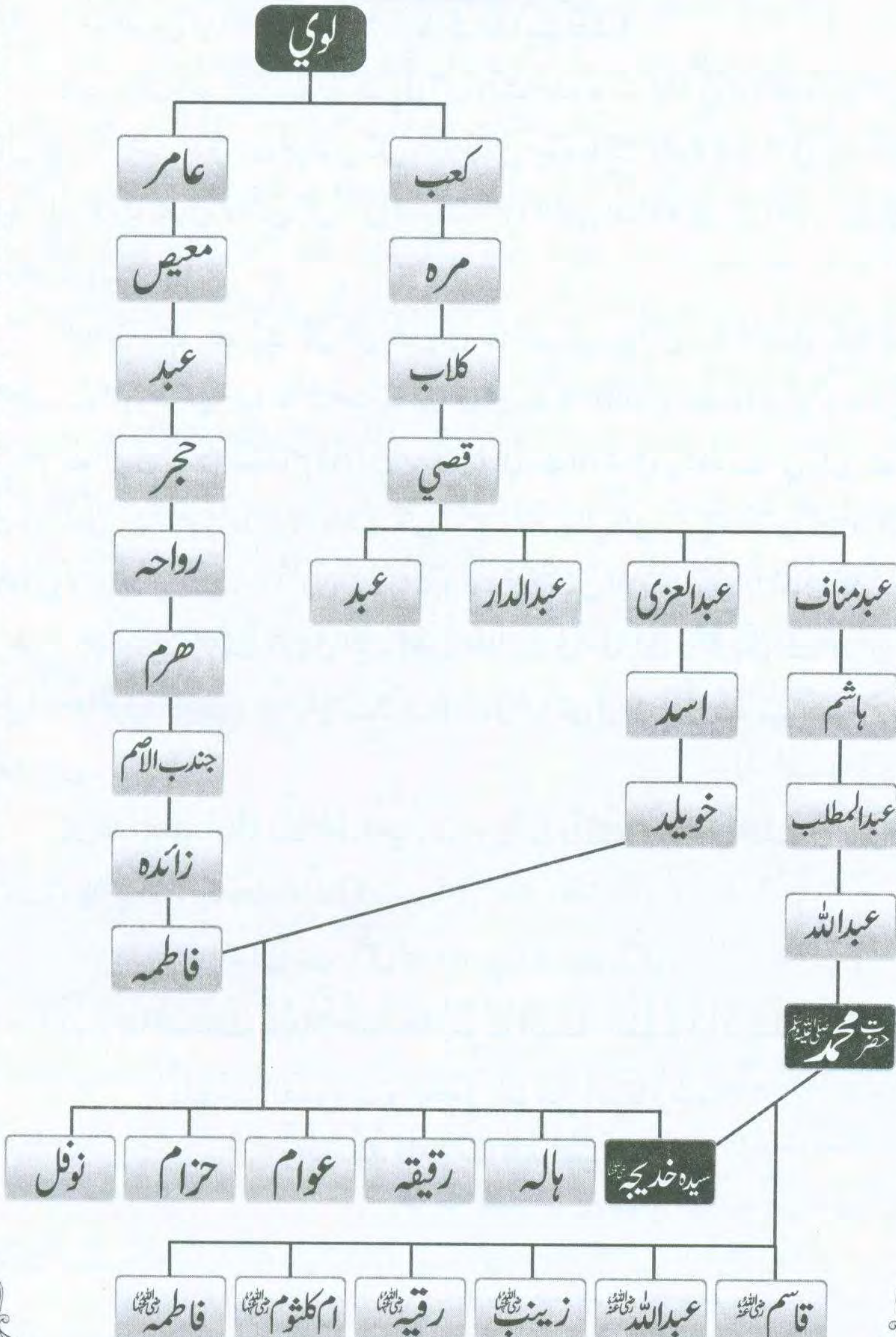

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4

خواتین اہل بیت

ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

رسالت مآب ﷺ کی پاکیزہ زوجہ مطہرہ کی پُرنور سیرت کا دل آویز اور ایمان افروز تذکرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- بہت زیادہ روزہ رکھنے والی، راتوں کو کثرت سے قیام کرنے والی، متقی پرہیزگار، صاف ستھری اور جنتی خاتون۔
- اتین اہل بیت کے مدرسہ کی ایک ہونہار شاگرد جنہوں نے ٹھ احادیث زبانی یاد کرنے کی سعادت حاصل کی۔
- یہہ، عالمہ اور دور نبوت کی عالم فاضل خواتین میں سے ایک جلیل القدر خاتون۔
- لکھنا جاننے والی خواتین میں سے ایک قرآن کریم کی نگہداشت رکھنے والی خاتون اور قرآن کریم کے جمع کرنے میں جن کا بہت بڑا حصہ ہے۔
- جن کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔
- ن کی سن ۴۵ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہم آسمانی برج جوزا کے کان میں یہ بات ڈالنے کی طاقت رکھتے ہیں کہ آج جس جلیل القدر مہمان خاتون کا تذکرہ کرنے لگے ہیں وہ اس اہل بیت کے ہار کی لڑی ہے جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر قسم کی آلودگی سے پاک کر دیا ہے۔

وہ مہمان خاتون کون ہیں؟ کہ جن کے ذکر سے ہم اپنی کتاب کو آراستہ کر رہے ہیں اور اپنے کانوں کو ان کی سیرت کی سماعت سے محظوظ کر رہے ہیں اور ان ہستیوں کی سیرت کے تذکرے سے بھی اپنے کانوں میں رس گھول رہے ہیں جو اس عمدہ و یکتا ہار میں پروئی گئیں۔ یہ نبوی ہار آپ کے مبارک گھر کے سائے میں رہا۔

ان کے ذاتی اوصاف وضاحت کے ساتھ بیان کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم یہ معلوم کر لیں کہ ان کا باپ کون تھا؟ یاد رہے، ان کے والد حسب ونسب کے اعتبار سے ہر خاص و عام کے نزدیک مشہور و معروف ہیں۔ ہم میں سے بھلا کون ہے جو ان کو نہیں جانتا؟ ہماری مجلسیں تو ان کے تذکرے سے خوشگوار ہوتی ہیں۔ ان کی صحبت میں چلنے سے تو رفتار میں حسن پیدا ہوتا ہے۔

سنیے! وہ ہیں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ہماری آج کی مہمان کے والد گرامی۔ اگر آپ چاہیں تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم ان کی ضیافت کے قابل کہاں ہیں؟ ہم تو ان کی اور اہل بیت کی سیرت کے تذکرے سے اپنی زندگی کے لمحات کو خوشگوار بنانا چاہتے ہیں۔ وہ لمحات کتنے ہی مفید اور دلربا ہوں گے جو ہم جلیل القدر شخصیات کا تذکرہ کرنے میں صرف کریں گے۔

یہ کریمہ بنت کریم اور شریفہ بنت شریف وہ جلیل القدر خاتون ہیں جن کا ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خاص طور پر خاص انداز میں تذکرہ کیا۔ آپ فرماتی ہیں کہ:

((هِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ)) [1]

---

[1] سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۲۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہ وہ ہیں جو ازواج مطہرات میں میرا مقابلہ کیا کرتی تھیں۔"

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی سوکن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی تعریف یونہی نہیں کر رہیں بلکہ ان کی یہ سوکن ان عظیم المرتبت خواتین میں سے ہے جن کی باتوں کے چرچے زمانے بھر میں ہوئے ہیں۔ اور ان کے فضل و شرف، دین داری، عفت و عصمت اور زہد و تقویٰ سارا زمانہ جانتا ہے۔

حافظ ابونعیم اصفہانی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ دلکش انداز میں کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((اَلصَّوَّامَةُ، الْقَوَّامَةُ، الْمَزْرِيَّةُ بِنَفْسِهَا اللَّوَّامَةِ، وَارِثَةُ الصَّحِيفَةِ الْجَامِعَةِ لِلْكِتَابِ)) ①

"بہت روزے رکھنے والی، قیام کرنے والی، خود کو حقیر سمجھنے والی اور ملامت کرنے والی، مصحف قرآن کی وارث بننے والی اور کتاب اللہ کو جمع کرنے والی۔"

کیا بھلا عبادت کے ضمن میں نماز اور قیام سے بھی بلند مرتبہ کوئی اور عبادت ہے؟ ہماری آج کی ان صفحات کی مہمان جلیل القدر میں یہ دونوں صفتیں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

آج ہم ان خوش نصیب خواتین میں سے ایک کے بارے میں بات کریں گے کہ عنایات الٰہیہ جن کے شامل حال رہیں اور انھیں امہات المومنین میں سے ایک بننے کا اعلیٰ و ارفع مقام حاصل ہوا۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں علامہ ذہبی رحمہ اللہ اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں:

((حَفْصَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ السِّتْرُ الرَّفِيعُ بِنْتُ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَعَنْهُ)) ②

"ام المومنین بلند پردہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا امیر المومنین ابوحفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی لخت جگر ہیں۔ اللہ دونوں سے راضی ہو۔"

---

① حلية الاولياء (۲/ ۵۰)۔

② اسد الغابة (٦/ ٦٥، ٦٧) تهذيب التهذيب (۱۲/ ۴۱۱، ۴۱۲)۔ الاصابة (۴/ ۲٦۴) حلية الاولياء (۲/ ۵۰) سير اعلام النبلاء (۲/ ۲۲۷، ۲۳۱) نساء مبشرات بالجنة (۲/ ۲۱۵، ۲۸۲) طبقات ابن سعد (۸/ ۸۱، ۸٦) صفة الصفوة (۲/ ۳۸)۔ الاستيعاب (۴/ ۲٦۸) البداية والنهاية (۸/ ۳۰) سيرة النبوية (۲/ ٦۴۵) مستدرك حاكم (۴/ ۱۴، ۱۵) تقريب التهذيب (۲/ ۵۹۴)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی تعلق

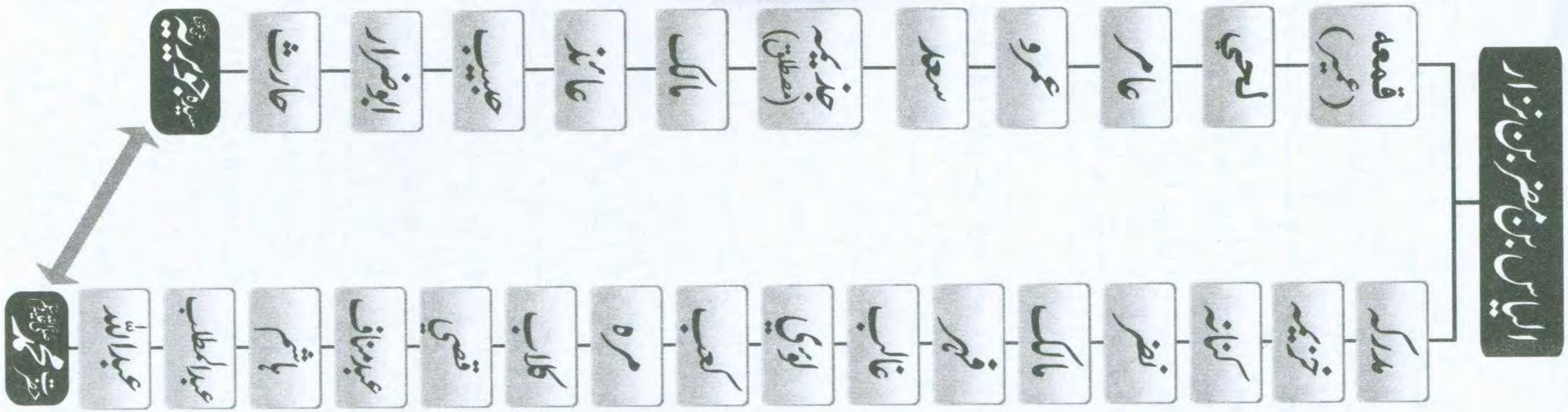

عمرو بن عامر بن لحي (اپنے دادا کی نسبت سے عمرو بن لحي) ہے جس نے عرب میں بت پرستی کا آغاز کیا۔

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب الیاس بن مضر پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا خاندان بنو مصطلق کے نام سے معروف تھا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبقت لے جانے والوں کے ساتھ چند لمحات

ایمان کے روشن اور وسیع آنگن میں پہلے داخل ہونے والوں کی داستانوں کے ساتھ زندگی بڑی شیریں، نفیس اور متحرک دکھائی دیتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایمان کے آنگن میں داخل ہونے کے لحاظ سے سبقت لے جانے والے وہ منتخب خوش نصیب لوگ تھے جن کے دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اتباع میں وارفتہ ہوئے، جنھوں نے آپ کے راستے پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو پہچانا۔ جن کے دل آپ کی وجہ سے روشن ہوئے، جن کی عقلیں آپ کی راہنمائی سے منور ہوئیں اور جن کے دل رات کے اوقات اور دن کے اطراف میں ذکر الٰہی میں محو ہوئے۔

ان سبقت لے جانے والوں میں سیدہ حفصہ بنت فاروق رضی اللہ عنہا کا نام بھی آتا ہے، جن کی پرورش اسلام کے ساتھ محبت کے ماحول میں ہوئی۔ جب سے انھوں نے زندگی کا شعور حاصل کیا انھوں نے اسلام کو اپنے اردگرد دیکھا۔ انھوں نے بچشم خود دیکھا کہ اسلام کی نورانی کرنیں خانہ عمر رضی اللہ عنہ پر نچھاور ہو رہی ہیں اور یہ وادی ام القریٰ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کے بعد دوسرا گھر ہے جس کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ اسلام اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ ان پر ضیاء فگن ہو۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ منظر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ان کے ابا جان ببانگ دہل اسلام کا اعلان کر رہے ہیں، اپنے ماموں ابنائے مظعون کو دیکھا جو سردار صحابہ میں سے تھے، مدرسہ نبوت کے تربیت یافتہ مشہور اپنے چچا زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، اپنی پھوپھی فاطمہ بنت خطاب اور ان کے خاوند سعید بن زید رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ سب لوگ نور نبوت سے راہنمائی حاصل کرنے لگے ہیں اور وہ اللہ کے نور میں چل رہے ہیں۔ زندگی کی مصیبتیں ان کے سامنے ہیچ ہیں، اس لیے کہ وہ اس حقیقت کو جان چکے ہیں کہ آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اس پاکیزہ اور صاف ستھرے ماحول میں پروان چڑھیں۔ انھوں نے فیوضات الٰہیہ کو بچشم خود دیکھا کہ ان کے ابا جان کے کندھوں پر نچھاور ہو رہے ہیں۔ وہ اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں دل میں بڑے ارمان رکھتے تھے لیکن ابھی مکہ میں ان کے اظہار کا مناسب موقع نہ تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف شفقت بھرے جذبات سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھا کرتے تھے۔

جب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا شادی کی عمر کو پہنچیں تو ان کے ساتھ نسبت کے لیے بنو سہم قبیلے کے ایک سردار خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ نے پیش کش کی۔ [1] وہ مکے کے ان جگر گوشوں میں سے تھے جنہیں اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سبقت لے جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا تھا۔ انھوں نے صحابہ کے شیخ اور سردار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔

سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کی شادی خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ طے پا گئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس مبارک شادی سے بہت زیادہ خوش ہوئے اور آپ اپنے اس معزز داماد سے بھی بہت خوش تھے۔ دونوں میاں بیوی ایمان کی زندگی گزارنے لگے۔ لیکن مکہ میں فاجر و فاسق مشرکوں کا جتھا قریشی معاشرے کے ممتاز و منتخب افراد کے اسلام قبول کرنے سے بڑا عاجز تھا۔ وہ اپنا غصہ ہر اس مسلمان پر نکالنے لگتے جس پر ان کا بس چلتا۔

دعوت کے ہر راستے میں رکاوٹیں پیدا ہونی شروع ہو گئیں۔ اس موقع پر مسلمانوں کے جتھے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے لگے جہاں کے حکمران کی شہرت یہ تھی کہ وہ بڑا انصاف پسند ہے۔ اس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ڈھایا جاتا۔ سیدنا خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں پیش پیش تھے۔ یہ اس جماعت میں شامل تھے جس نے حبشہ میں اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے سرزمین مکہ کو چھوڑ دیا تھا۔ اور مشرکین کی اذیت سے نجات پا لی تھی۔ لیکن سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق موجزن ہوا۔ اور اپنے بچپن کی چراگاہ اور کھیل کود کے مرکز ام القریٰ کی یاد ستانے لگی، بیت اللہ یاد آنے لگا۔ ان کے ذہن میں صبح و شام یہ یادیں گردش کرنے لگیں۔ سرزمین حبشہ میں وہ صبر سے رہنے پر قادر نہ رہ سکے۔ انھوں نے سفر کی تیاری کی۔ سامان سفر باندھا اور مکہ واپس آ گئے۔

پھر انصار کی کچھار مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم ہوا تو سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ اپنی صابر و شاکر اور صاحب ایمان بیوی حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کو لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

وہاں ایک نیک دل انصاری رفاعہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ نے ان کا استقبال کیا۔ انھیں اپنے گھر ٹھہرایا اور بڑے اچھے انداز میں مہمان نوازی کی۔ جب اہل ایمان کی ہجرت مکمل ہو گئی تو

---

[1] الاستیعاب (۴/ ۲۶۰) تہذیب الاسماء واللغات (۲/ ۳۳۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی اور آپ مدینہ منورہ اپنے ساتھیوں سے جا ملے۔ وہاں آپ نے اپنے صحابہ کے درمیان مواخات کا نظام قائم کیا۔ ایک انصاری شہسوار ایک بہترین فدائی ابو عبس بن جبر انصاری رضی اللہ عنہ سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ کے دینی بھائی قرار دیے گئے۔

سیدنا خنیس اور سیدنا ابو عبس رضی اللہ عنہما دونوں آپس میں دینی بھائی بننے پر بہت خوش ہوئے۔ دونوں ہی مدرسہ نبوت کے تربیت یافتہ اور رسول اللہ ﷺ کے لشکر کے شہسوار تھے۔

اس طرح سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ کو دو ہجرتیں کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

شہید کی بیوی

سیدہ حفصہ اور سیدنا خنیس رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ میں اسلامی تعلیمات حاصل کر رہے تھے، وہ دونوں اسلام کی نعمت سے سرفراز ہو رہے تھے اور اسلام کے سائے میں خوش و خرم تھے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا علم و عرفان کی محبت میں زندگی بھر سرشار رہیں۔ سیدنا جبریل علیہ السلام جو بھی وحی لے کر رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوتے تو وہ اسے زبانی یاد کر لیتی تھیں اور قرآن کریم کے معانی پر غور و تدبر کیا کرتی تھیں۔ اس صورت حال نے انھیں عبادت گزار خواتین کی صف میں بلند مقام پر فائز کر دیا تھا۔

رہے ان کے خاوند سیدنا خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ! تو انھوں نے ان مشرکین کی حرکات پر کڑی نگاہ رکھنی شروع کر دی جو مسلمانوں پر حملہ آور ہوا کرتے تھے۔ انھوں نے اس غرض سے تیاری شروع کر دی کہ بڑے بڑے مشرکین کے ساتھ نبرد آزما ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کیا جائے۔

مدینہ منورہ میں ہجرت کا دوسرا سال شروع ہوا۔ قریش مسلمانوں سے مقام بدر میں لڑائی کی تیاری کرنے لگے۔ کافروں کے قائد ابوجہل بن ہشام نے یہ کہتے ہوئے قسم کھائی کہ اللہ کی قسم! ہم مقام بدر پر پہنچنے کے بغیر واپس نہیں آئیں گے۔ وہاں ہم تین دن رہیں گے، اونٹ ذبح کریں گے، کھانے کھلائیں گے، شراب پلائیں گے۔ گانا گانے والیوں کے گانے سنیں گے۔ عرب ہمارے اس اقدام اور جمع ہونے کے بارے میں سنیں گے تو اس کے بعد ہمیشہ ہم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا نسب نامہ

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ والدہ محترمہ کا نام زینب بنت مظعون تھا۔ آپ کے والدین کا سلسلہ نسب کعب بن لوی پر آپس میں جا ملتا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مرعوب رہیں گے۔

مشرکین مقام بدر کی طرف چل پڑے۔[1] ادھر سے مسلمان بھی حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی قیادت میں روانہ ہوئے۔ لشکر اسلام میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے خاوند سیدنا خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے روانہ ہوئے تاکہ ابوجہل کی بولتی بند کر دیں اور ان کے ہمراہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے خاندان سے چھ رشتہ داروں نے بھی روانہ ہونے کا شرف حاصل کیا، اور وہ تھے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی سیدنا عمر بن خطاب، چچا سیدنا زید بن خطاب، تین ماموں عثمان بن مظعون، عبداللہ بن مظعون اور قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہم اور ماموں کا بیٹا سائب بن عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم۔ اس طرح سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے خاندان کے سات افراد جنگ بدر میں شریک ہوئے، جنہیں بدری صحابہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ جن کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ مژدہ جانفزا سنایا:

((اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ))

''جو چاہو سو کرو، تمھارے لیے جنت واجب ہو چکی ہے۔''

جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ تمام مسلمانوں میں سے بہتر تھے۔

سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں جہاد کا حق ادا کر دیا۔ بنو سہم میں سے لشکر اسلام میں ان کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ انھوں نے مشرکین کے ساتھ اتنی شدید لڑائی لڑی کہ انھیں غصے میں بھڑکا دیا۔ ان کی صفوں میں گھس گئے اور ان کے پرخچے اڑا دیے۔ مسلمانوں کے بہادر جن میں جنگ بدر کے جوان سیدنا علی بن ابی طالب اور قریش کے جوان سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما تھے جنگ میں شریک ہوئے اور ان دونوں نے مشرکین کے ساتھ خوب دو دو ہاتھ کیے۔

سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ مسلمان شہسواروں کی بہادری دیکھ رہے تھے اور ان کے دفاعی جذبے میں اضافہ ہو رہا تھا۔ انھوں نے دیکھا کہ شیر خدا اور شیر رسول کافروں کی طرف بڑھ رہا ہے اور ان کی تلوار انھیں موت کے گھاٹ اتار رہی ہے اور ان کے سینے پر آویزاں مور کا پر قریش کے سرداروں کے دلوں میں تیر بن کر چبھ رہا ہے۔ معرکہ شروع ہوا تو انھوں نے مشرکین کے سرداروں میں سے عتبہ بن ربیعہ عبشمی، اسود بن عبدالاسد مخزومی اور عقیل بن اسود وغیرہ کو چشم زدن میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ سیدنا خنیس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ بڑی بہادری اور جواں مردی

[1] رجال مبشرون بالجنة (١/ ١٦)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے لڑنے لگے۔ مشرکین کی تلواروں نے ان کے جسم پر کئی جگہ زخم لگائے۔ زخموں سے خون پھوٹنے لگا لیکن وہ مسلمانوں کے ساتھ شانہ بشانہ لڑتے رہے یہاں تک کہ مشرکین دم دبا کر بھاگ گئے۔ لڑائی اپنے اختتام کو پہنچی۔

ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا کہ اہل ایمان اللہ کی مدد سے خوش ہوئے کیونکہ شرک کے ستون ابوجہل اور ربیعہ کے بیٹے عتبہ اور شیبہ اور امیہ بن خلف وغیرہ میدان بدر میں موت کے گھاٹ اتر چکے تھے۔ وہ مٹی اور پتھروں کے نیچے رسوائی اور ذلت کے طوفان میں غرق ہو چکے تھے اور انھیں میدان بدر کے قلیب نامی کنویں میں پھینک دیا گیا تھا۔ اس طرح یہ ظالم اپنے انجام کو پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ تین دن تک میدان بدر میں ٹھہرے رہے تا کہ مسلمانوں کی توانائی بحال ہو۔

سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہنا رک چکا تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اس قافلے میں شریک ہو کر چلے جن کے سروں پر فتح کے جھنڈے لہرا رہے تھے اور انھوں نے مدینہ پہنچ کر مال غنیمت میں سے اپنا حصہ بھی حاصل کیا اور خنیس رضی اللہ عنہ اپنی بیوی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ انھیں پہلے سے فتح کی خبریں پہنچ چکی تھیں۔ انھوں نے اپنے خاوند کی تعریف کی جو اس حالت میں واپس آئے کہ جہاد کے نشانات ان کے جسم پر نمایاں تھے جو ان کی بہادری کی گواہی دے رہے تھے اور سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے اس مبارک جنگ میں پیش آنے والی عنایات الٰہیہ کا تذکرہ بھی کیا۔

قرآن کریم نازل ہوا اور اس معرکے کے نقوش واضح کرنے لگا۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے سورۃ الانفال پڑھی۔ واقعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر بہت دیر تک ٹھہری رہیں:

﴿ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ ﴾ (الانفال: ۸/ ۱۰)

''یہ بات اللہ نے تمھیں صرف اس لیے بتا دی تا کہ تم خوش ہو جاؤ اور تمھارے دل مطمئن ہو جائیں۔ ورنہ مدد تو جب بھی ہو اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ یقیناً اللہ بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔''

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اللہ کی مدد پر خوش ہوئیں اور اپنے خاوند کے زخموں کا علاج کرنے لگیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان کی صحت پر پوری توجہ دینی شروع کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے شہادت لکھ دی تھی۔ تھوڑے ہی دن گزرے کہ انھوں نے اپنی روح خالق حقیقی کے سپرد کر دی۔ سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ اپنے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے وفات پا گئے اور ان شہداء کی فہرست میں ان کا نام لکھ دیا گیا جو زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق پاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خنیس رضی اللہ عنہ کی شہادت کا پتہ چلا تو آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور انھیں جنت البقیع میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ماموں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کرنے کا حکم دیا۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند خنیس رضی اللہ عنہ کی وفات پر بہت زیادہ غمزدہ ہوئیں جنھوں نے شادی کے تھوڑا عرصہ بعد ہی داغ مفارقت دے دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم تو نافذ ہو کر رہتا ہے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا اور خود اس کی تقدیر کے آگے سر تسلیم خم کر دیا جو نافذ ہو کر رہتی ہے، جس کا رخ کوئی نہیں پلٹ سکتا۔ پھر وہ اپنے اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے عبادت میں مصروف ہو گئیں اور اپنے باپ کے گھر میں دن رات عبادت اور اطاعت الٰہی میں گزارنے لگیں، نماز اور روزے کا تسلسل سے اہتمام کرنے لگیں کہ شاید اللہ تعالیٰ ان کے زخم کو بھر دے۔ جب وہ بیوہ ہوئیں تو اس وقت ان کی عمر اٹھارہ برس تھی۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور اچھی روایت

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا چند ماہ بیوہ رہیں۔ ان کے چہرے سے ذہانت ٹپک رہی تھی۔ اسی طرح غم و اندوہ کے آثار بھی نمایاں طور پر دکھائی دے رہے تھے۔ حزن و ملال کے آثار نابغہ روزگار سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روشن نگاہ سے اوجھل نہ تھے، جو درد اور گھٹن ان کی بیٹی کو درپیش تھی انھیں وہ اپنے نور بصیرت سے دیکھ رہے تھے، لیکن وہ اپنی بیٹی کی عبادت میں گہری دلچسپی دیکھ کر بہت شاداں و فرحاں تھے۔ بیٹی کا نیکی اور خوش اخلاقی سے گہرا تعلق بھی ان کے لیے مسرت کا باعث تھا۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے حالات دریافت کیا کرتے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ شہید سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ کی بیوی اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو جو صدمہ لاحق ہوا تھا وہ جان چکے تھے لیکن یہ ابھی عدت کے دن گزار رہی تھیں۔ آپ کو ان کی حالت دیکھ کر ترس آیا۔

حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا ازدواجی خاکہ

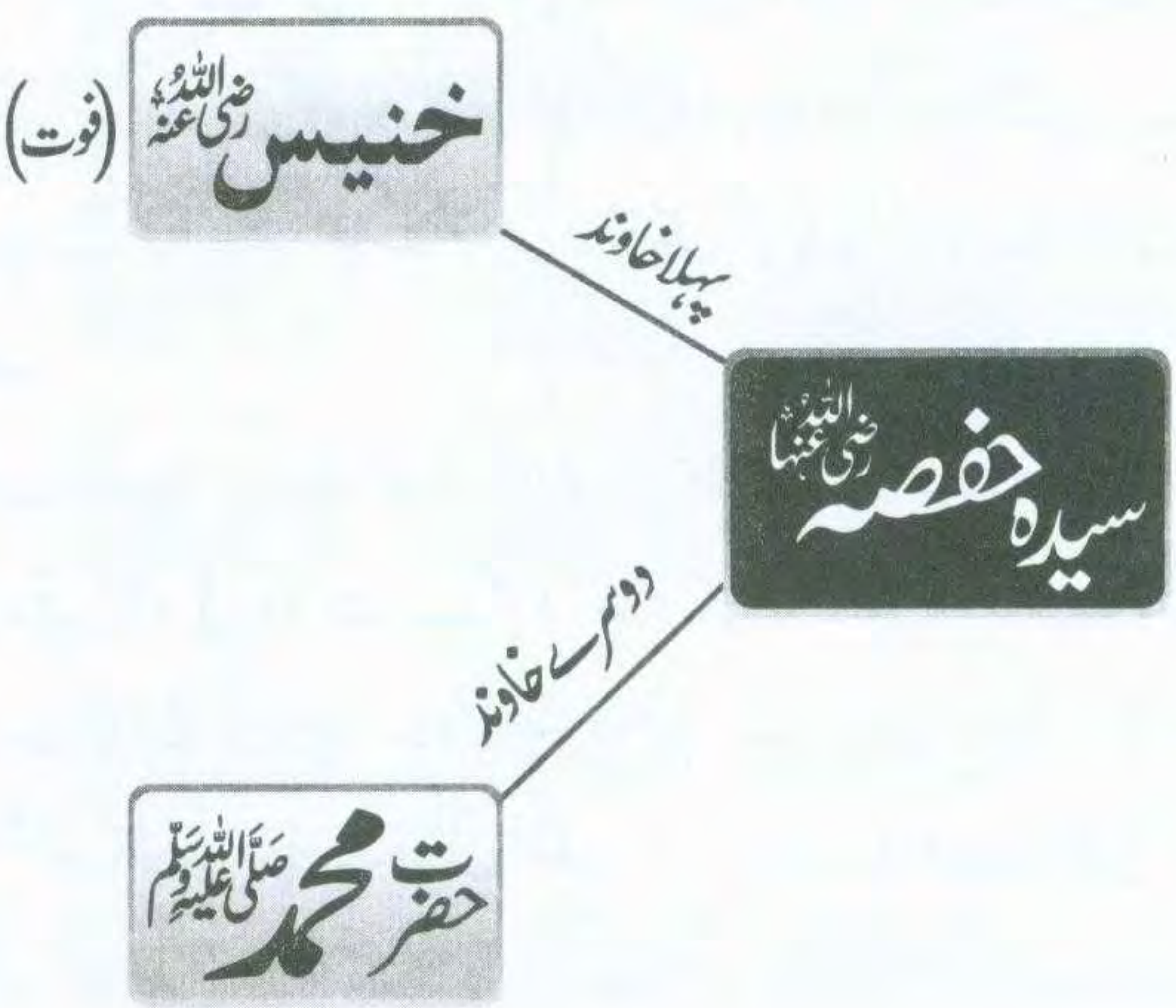

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی دونوں شوہروں سے کوئی اولاد نہ تھی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ انھیں اپنے حبالۂ عقد میں ان امہات المومنین میں شامل ہونے کا اعزاز بخشنے کے خواہاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی آلودگی سے محفوظ رکھا ہے اور انھیں پاکیزگی کی نعمت سے سرفراز کیا، لیکن رسول اللہ ﷺ کا یہ راز سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینے میں محفوظ رہا اور کوئی بھی اس سے آگاہ نہ ہوا۔

سیدنا فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسلامی معاشرے میں ایک اچھی روایت قائم کرنا پسند کی۔ اس طرح کہ انھوں نے اپنی بیٹی کے لیے سعادت کے سرچشمے کی مدنی معاشرے میں تلاش شروع کی۔ یہ روایت بلا شبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے بالکل انوکھی تھی۔ اس میں خیر و بھلائی کی سچی ہمدردی اور اسلامی جذبہ کا تمام تر جوہر پایا جاتا تھا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس طرز پر سوچنا شروع کر دیا جس نے ایک عرصے سے ان کے ذہن رسا میں چمک پیدا کر دی تھی اور فکر ونظر کو ثمر آور بنا دیا تھا۔ انھیں یہ بات سوجھی کہ سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اپنے احباب کو اس راز میں شریک کیا جائے جو ان کے سینے میں انگڑائیاں لے رہا ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دوست سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ آج کل اپنی بیوی دختر رسول سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے غم واندوہ میں مبتلا ہیں اور ان کا دل رفیقہ حیات کے داغ مفارقت دے جانے کی وجہ سے پگھلا جا رہا ہے۔ یوں دکھائی دیتا ہے کہ ان کی پسلیوں میں آگ کا شعلہ بھڑک رہا ہے، حلق خشک ہو رہا ہے اور حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی دختر نیک اختر سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے اس دنیائے فانی سے کوچ کر جانے کی بنا پر دل میں جدائی کا تیر پیوست ہو چکا ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس نہج پر سوچنا شروع کر دیا کہ کیا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غم واندوہ کا اس طرح مداوا ہو سکتا ہے کہ اپنی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو ان کے حبالہ عقد میں دے دیا جائے؟ حالانکہ وہ اس حقیقت کو جانتے تھے کہ میری بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا دختر رسول سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے درجے کو تو نہیں پہنچ سکتی لیکن شادی سے وہ تنہائی کی وحشت سے تو نجات پا سکتے ہیں۔

جب ان کے ذہن میں یہ سوچ پیوست ہو گئی تو یہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ پہلے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کی مناسب تعزیت کی اور پھر اپنی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کی پیش کش کرتے ہوئے کہا کہ اگر آپ کا ارادہ ہو تو میں اپنی بیٹی حفصہ (رضی اللہ عنہا) کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا پہلے شوہر اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی تعلق

① سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند تھے۔ آپ مہاجر مدینہ اور بدری صحابی تھے۔ معرکہ بدر میں زخمی ہوئے۔ اور زخموں کی وجہ سے کچھ عرصہ بعد وفات پا گئے۔ خنیس کے بعد سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی نبی اکرم سے ہوئی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا نسب نامہ

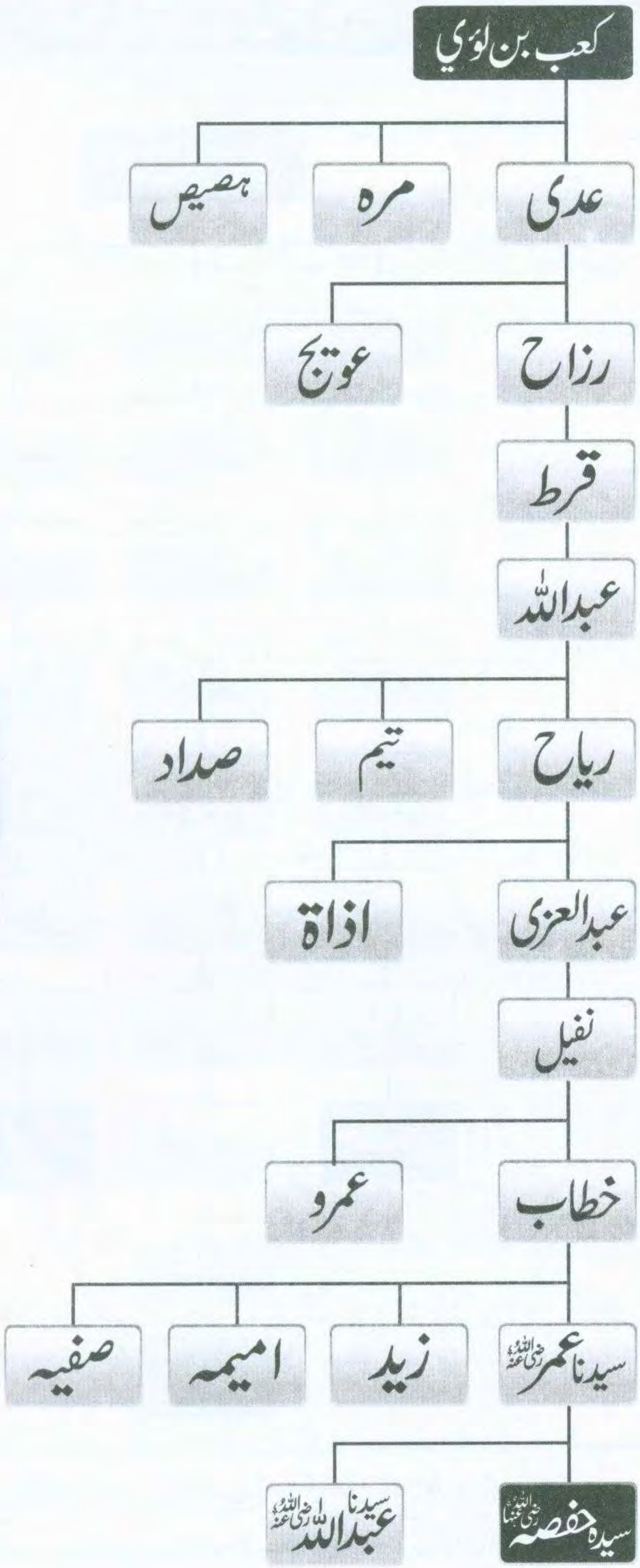

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا حال دل کہہ سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی باتیں سن کر مسکراتے ہوئے اور غمخواری کا انداز اپناتے ہوئے ارشاد فرمایا:

عمر! گھبراؤ نہیں! حفصہ سے شادی وہ کرے گا جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان اس سے شادی کرے گا جو حفصہ سے بہتر ہے۔ ①

چند دن گزرے تو نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دی کیونکہ ان کی بہن رقیہ رضی اللہ عنہا عثمان رضی اللہ عنہ کے حبالہ عقد میں تھیں جو وفات پا چکی تھیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو پتا چلا تو ان کے ذہن میں فوراً یہ خیال آیا کہ واقعی ام کلثوم رضی اللہ عنہا حفصہ رضی اللہ عنہا سے بہتر ہیں لیکن عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہے؟ پھر دل میں اس خیال نے انگڑائی لی کہ رسول اللہ ﷺ ہی بہتر دکھائی دیتے ہیں، لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ میری بیٹی آپ کے حبالہ عقد میں آنے کا شرف حاصل کر سکے؟ اگر ایسا ہو جائے تو زہے قسمت! رسول اللہ ﷺ تو وحی الٰہی کے مطابق شادی کرتے ہیں۔

اللہ کی قسم! وہ تو عثمان، عمر اور آل عمر سے بہتر ہیں۔ ایسا ہو جائے تو مجھے اور کیا چاہیے! میرے تو نصیب جاگ اٹھیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں جو خیال پیدا ہوا تھوڑے ہی عرصے بعد اسے عملی جامہ پہنا دیا گیا۔

ان کے دل کے ارمان پورے ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نسبت کا پیغام بھیج دیا اور ان سے شادی کر لی۔ اس طرح انھیں وہ شرف حاصل ہوا جس کی کوئی مثال نہیں دی جا سکتی۔ اس طرح وہ امہات المومنین کی فہرست میں شامل ہو گئیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک عظیم نسبت قائم ہو گئی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس دلچسپ واقعہ پر فقیہ مدینہ سیدنا سعید بن مسیّب رحمہ اللہ تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ نے دونوں کو ایک ساتھ بہتر بنا دیا۔

① صحیح البخاری کتاب المغازی باب (۱۲) رقم الحدیث (۴۰۰۵) مسند احمد (۱/ ۱۲) طبقات ابن سعد (۸/ ۸۲) الاستیعاب (۴/ ۲۶۰، ۲۶۱) اسد الغابۃ (۶/ ۹۵) انساب الاشراف (۱/ ۴۲۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اس طرح کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر تھے اور دختر رسول ام کلثوم رضی اللہ عنہا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے حفصہ رضی اللہ عنہا سے بہتر تھیں۔ ①

جب شادی طے پا چکی تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے عمر! محسوس نہ کرنا، رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ حفصہ (رضی اللہ عنہا) کا تذکرہ کیا تھا۔ یہ ایک راز کی بات تھی میں نہیں چاہتا تھا کہ اس راز کو افشا کر دوں۔ ہاں! اگر رسول اللہ یہ رشتہ نہ کرتے تو میں بخوشی اسے قبول کر لیتا۔ ②

اس موقع پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بلند مرتبہ منکشف ہوا اور یہ پتہ چلا کہ یہ کتنے بڑے راز دان ہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس مبارک شادی کے حوالے سے حکمت الٰہیہ کا ادراک ہوا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور خوشی سے یہ آیت کریمہ پڑھنے لگے:

﴿هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝﴾ (النمل: ۲۷/ ۴۰)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے لگے اور کثرت کے ساتھ اللہ کی تعریف کے گن گانے لگے کہ اللہ نے ان پر اور ان کی بیٹی پر یہ احسان عظیم کیا کہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے بیٹی کا رشتہ قبول کر لیا۔ آپ ﷺ تو وہ ہستی ہیں جنھوں نے ہمیں تاریکیوں سے نور کی طرف نکالا۔ آپ نے یہ رشتہ قبول کر کے میرے اور میری بیٹی کے زخمی دل پر مرہم پٹی باندھ دی۔ زہے قسمت! آپ میری عابدہ، زاہدہ اور فرمانبردار بیٹی کے شریک حیات بن گئے۔

میرے نصیب کے کیا کہنے!

میں تو اس پر اپنے رب کا جس قدر بھی شکر ادا کروں وہ کم ہے۔

یہ مبارک شادی ۳ھ کو طے پائی۔ اس وقت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی عمر بیس سال تھی۔

اس سے پہلے پاک و صاف خانہ نبوی میں سیدہ سودہ بنت زمعہ اور سیدہ عائشہ بنت

---

① طبقات ابن سعد (۸/ ۸۳)۔

② صحیح البخاری کتاب النکاح باب عرض الانسان ابنته رقم الحدیث (۵۱۲۲) طبقات ابن سعد (۸/ ۸۲)۔ سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۲۸) نساء مبشرات بالجنة (۲/ ۲۶۱) الاستیعاب (۴/ ۲۶۱)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما ام المومنین کی حیثیت سے قدم رنجہ فرما چکی تھیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی کو نصیحت کرنے لگے: دیکھنا! دختر صدیق سے کسی معاملے میں جھگڑا نہ کرنا۔ خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے باپ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے دلی محبت کرتے ہیں۔ اور بسا اوقات اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کرتے تھے: بیٹی! تو کہاں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہاں ان کا باپ کہاں اور تیرا باپ کہاں!!

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

سیدہ حفصہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما

جب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا خانہ نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات کی حیثیت سے داخل ہوئیں تو انھوں نے اپنی تمام تر کوششوں کا محور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول مقبول علیہ السلام کی خوشنودی حاصل کرنے کو بنا لیا۔

ان کی متانت، تقویٰ اور علم وعرفان کے ساتھ دلی لگاؤ نے انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں عزت کے مقام پر فائز کر دیا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور نگرانی میں زندگی بسر کرنے لگیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ الفت اور شفقت سے پیش آنے لگے جس کی وجہ سے وہ علم اور تقویٰ کے میدان میں قدم بقدم آگے بڑھنے لگیں کیونکہ وہ خانہ نبوی میں ایک ہونہار شاگرد کی حیثیت اختیار کر چکی تھیں۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اس کوشش میں تھیں کہ کسی طرح علم وعرفان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کے حوالے سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہم پلہ ہو سکیں۔ ابا جان کی وصیت ہر وقت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پیش نظر رہتی کہ دیکھنا! کہیں کسی معاملے میں دختر صدیق سے نہ الجھ بیٹھنا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حالات معلوم کرتے رہتے تھے۔ وہ اس صورت حال پر کڑی نگاہ رکھتے تھے کہ بیٹی خانہ نبوی میں کس طرح رہتی ہے؟ وہاں ان کا طرز عمل کیا ہے؟

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا یہ بات اچھی طرح جانتی تھیں کہ وہ علم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے درجے کو نہیں پہنچ سکتیں۔ بلکہ وہ یہ بھی جانتی تھیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے علم ومعرفت اور ذہانت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفطانت کی مناسبت سے نبی کریم ﷺ کے دل میں سب سے زیادہ سبقت لے جا چکی تھیں۔ لہٰذا وہ اپنے بابا کی وصیت کو ہر دم پیش نظر رکھتیں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا دل و جان سے احترام کرتیں اور ان سے قدم ملا کر چلنے کو اپنے لیے اعزاز سمجھتیں۔

آئندہ چند سالوں میں پاک و صاف خانہ نبوی میں دوسری بیویاں بھی داخل ہوئیں۔ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر سیدہ حفصہ، سیدہ سودہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہن کے ساتھ مل گئیں۔ ان سب کو امہات المومنین ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ خانگی امور پہلی طرح کے نہ رہے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے دل میں رقابت کے احساسات پیدا ہونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ حکمت و دانائی کے ساتھ نہایت شفقت بھرے انداز سے حالات سنوارنے لگے۔ آپ کا رویہ نہایت دلنشیں تھا، جیسے شبنم کا رویہ پھولوں کے ساتھ یا شفیق ماں کا رویہ اپنے دودھ پیتے بچے کے ساتھ ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی معاملے میں تکرار نہ کرنا

ہم یہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ہر حکم کو بڑی اہمیت دیتے تھے اور آپ کی خوشنودی حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے اور اپنا یہی شعور اور احساس اپنی بیٹی ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف منتقل کر رہے تھے لیکن سیدہ حفصہ اور دیگر امہات المومنین رضی اللہ عنہن رسول اللہ ﷺ کے زیر سایہ زندگی بسر کر رہی تھیں جو اپنی تمام بیویوں کے ساتھ نہایت شفقت اور ہمدردی کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔ ایسا ہمدردانہ رویہ تو کسی گھر میں نہیں پایا جاتا تھا۔ بسا اوقات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کا امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے ساتھ ہمدردانہ رویہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بعض معاملات میں مراجعت کرتے ہوئے وضاحت طلب کیا کرتی تھیں۔

بعض اوقات امہات المومنین آیات، احکام اور امور فقہیہ کے بارے میں سوال کیا کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے سوالات کا نہایت حکیمانہ انداز میں اس طرح جواب دیا کرتے تھے جس طرح ایک شفیق استاد اپنے ہونہار شاگردوں کو جواب دیتا ہے۔ اس طرح کے سوال و جواب کی محفل رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں ازواج مطہرات، صحابہ کرام یا لوگوں کے ساتھ بپا ہوتی رہتی تھی جو بیرونی علاقوں سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ان خوش نصیب خواتین میں سے تھیں جنھوں نے رسول اللہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ سے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنتی ہونے کی بشارت سنی تھی جنھوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر درخت کے نیچے آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا تھا، جن کو اصطلاح میں ''شجری صحابہ'' کہتے ہیں۔

مسلم شریف میں سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے ام مبشر رضی اللہ عنہا نے بتایا، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس فرماتے ہیں کہ وہ شجری صحابہ جنھوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ان میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے فوراً یہ بات کہی کہ کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

﴿ وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ﴾ (مریم: ۱۹/ ۷۱)

''اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اس میں داخل نہ ہو۔''

یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے یہ بھی تو ارشاد فرمایا ہے:

﴿ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ○ ﴾ (مریم ۱۹/ ۷۲)

''پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دے دیں گے اور ظالموں کو زانوؤں کے بل جہنم ہی میں چھوڑ دیں گے۔''[1]

یہ خبر مدینہ منورہ کی خواتین میں پھیل گئی۔ ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیویوں سب کو پتہ چل گیا۔ وہ سب نبی کریم ﷺ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے مابین ہونے والی گفتگو سے آگاہ ہوگئیں اور انھوں نے یہ منظر بھی دیکھا کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے کس قدر ہمدردی اور حکمت و دانائی سے بات کو سمجھایا ہے۔

ایک روز سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کسی معاملے میں ان پر اعتراض کیا۔ یہ صورت حال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بڑی ناگوار گزری۔ بیوی نے کہا: آپ خواہ مخواہ میرے اس رویے پر ناراض ہو رہے ہیں۔ یہاں تو مجھ سے افضل خواتین آپ سے افضل شخصیت سے تکرار کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ آپ کی بیٹی حفصہ (رضی اللہ عنہا) جو مجھ سے کہیں افضل ہے وہ اپنے خاوند

---

[1] صحیح مسلم شرح النووی (۱۶/ ۵۸) دلائل النبوۃ للبیہقی (۴/ ۱۴۳) طبقات ابن سعد (۸/ ۴۵۸) الاستیعاب (۴/ ۴۷۱) نساء من عصر النبوۃ (۲/ ۹۱) تہذیب الاسماء واللغات (۱/ ۱۵۲) مجمع الزوائد (۹/ ۳۰۴) رجال مبشرون بالجنۃ (۲/ ۲۵۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ سے بعض معاملات میں تکرار کرتی ہے اور یہ بات پورے مدینے میں مشہور ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات سنی تو ان پر سکتہ طاری ہو گیا۔ یوں دکھائی دیا جیسے کسی نے جادو کر دیا ہو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں کہا: کیا میری بیٹی نے رسول اللہ ﷺ سے کسی معاملے میں تکرار کیا ہے۔ جو سن رہا ہوں اس کے سنانے والے کو میرا دل سچا نہیں مانتا۔ شاید غلط فہمی ہو؟

البتہ یہ بات سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے چادر اپنے کندھے پر رکھی اور جلدی سے مسجد نبوی کی طرف چل پڑے، پھر اپنی بیٹی ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا قصد کیا۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو چہرے پر غصہ نمایاں تھا۔ ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا: بیٹی! کیا واقعی یہ سچ ہے کہ تم نے کسی معاملے میں رسول اللہ ﷺ سے تکرار کیا اور وہ سارا دن ناراض رہے؟

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بے ساختہ جواب دیا: ہاں ابا جان! اللہ کی قسم! ہم سبھی آپ سے تکرار کرتی ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم میں سے کوئی آج رات تک انھیں چھوڑ سکتی ہے؟

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہاں ابا جان!

یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے غضب ناک ہو کر سخت لہجے سے کہا: اے حفصہ! میں تجھے اللہ کے عذاب اور رسول کریم ﷺ کے غضب سے ڈراتا ہوں۔ یاد رکھنا! تم میں سے جس نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ سلوک کیا وہ نقصان اٹھائے گی۔ کیا تمھیں اس بات کا احساس نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول مقبول ﷺ کی ناراضی پر ناراض ہو جاتے ہیں؟

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سے مزید یہ کہا کہ تم اپنی اوقات میں رہو۔ اس میں اپنے مقام و مرتبے کو پیش نظر رکھو۔ کہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان دیکھ کر دھوکا نہ کھا جانا۔ ان کی رسول اللہ ﷺ کے نزدیک بڑی قدر و قیمت ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے باپ کو بھی بڑی محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے کسی معاملے میں تکرار نہ کرنا اور نہ ہی کوئی مطالبہ کرنا۔ جو کچھ تجھے چاہیے، مجھے بتا۔

پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کو خانہ نبوی میں ان کی قدر و قیمت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تجھے دلی طور پر نہیں چاہتے۔ اگر میں نہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں تو وہ تجھے طلاق دے دیں۔ [1]

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا یہ باتیں سن کر خاموش ہو گئیں اور اپنے باپ کی نصیحت کو پلے باندھ لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات غور سے سنتیں اور دل و جان سے اس پر عمل کرتیں۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبات کرنے یا تکرار کرنے میں اکیلی نہیں تھیں۔ تاہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کو اس سے روک دیا اور یہ تلقین کی کہ ہر صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھنا ہے، ہر حال میں اللہ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کو پیش نظر رکھنا ہے اور نبی علیہ السلام کے پاکیزہ گھرانے کا لحاظ کرنا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی آلودگی سے پاک وصاف کر دیا ہے۔

سیدہ حفصہ اور ماریہ رضی اللہ عنہما اور قرآنی خوشگوار درس

جب سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ مصر کی سفارت سے واپس تشریف لائے [1] تو اپنے ساتھ قبطیوں کے عظیم قائد مقوقس کی جانب سے تحائف بھی ہمراہ لائے۔ ان تحائف میں شمعون کی دو بیٹیاں ماریہ اور سیرین بھی تھیں۔

سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو اسلام قبول کرنے کی رغبت دلائی۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ بصیرت سے اسلامی خوبیاں پہچان لیں اور اسلام قبول کر لیا۔ اسی طرح ان کی بہن سیرین رضی اللہ عنہا نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے حرم میں داخل کر لیا اور انھیں حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف سے پیش کردہ گھر میں رکھا۔

ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی رہائش مسجد نبوی کے قریب تھی اور اسی طرح دیگر ازواج مطہرات کی رہائشیں بھی مسجد نبوی کے قریب تھیں۔

شاہ مصر مقوقس کی جانب سے ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا شاہی تحائف کے ساتھ مدینہ منورہ آنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں شامل ہونا ایک تاریخی یادگار کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس سے پہلے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے حرم میں اماں ہاجرہ بھی شامل ہوئیں۔ وہ بھی شاہ مصر کی بیٹی تھیں جن سے سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے جنم لیا۔ اس طرح انھیں ام العرب ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ کسے معلوم تھا کہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا مستقبل میں ایک بیٹے کو جنم دے گی۔ چونکہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا حسن و

---

[1] نساء مبشرات بالجنۃ (۲/ ۲۶۶، ۲۶۷)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمال کی پیکر تھیں، انھوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے حرم میں داخل ہو چکی تھیں تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو ایک موقع پر سوکن ہونے کے ناطے ان کا رسول اللہ ﷺ سے قرب ناگوار گزرا۔ آپ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے اطوار دیکھتے ہوئے انھیں ہر چند تسلی دی اور صبر کی تلقین کی اور خاموش رہنے کا مشورہ دیا لیکن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کا تذکرہ کر دیا اور خاموش نہ رہیں، جس کا وحی کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو پتہ چل گیا۔

آپ نے جب استفسار کیا تو کہنے لگیں: آپ کو کس نے بتایا؟

آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے علیم وخبیر ذات اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سب معاملے سے آگاہ کر دیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝﴾ (التحریم ۶۶/ ۳)

''مجھے علیم وخبیر نے آگاہ کیا ہے۔''

اس میں اسی طرف اشارہ ہے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی طبیعت چونکہ تیز طرار تھی اس لیے دل میں جو کچھ ہوتا جھٹ اس کا اظہار کر دیا کرتی تھیں۔ بعض اوقات اس سے ماحول میں قدرے ناخوشگواری بھی پیدا ہو جاتی۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور درس نبوی

جب ازواج مطہرات کو حفصہ اور ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہما کے واقعے کا پتہ چلا تو سبھی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی ہم نوا بن گئیں۔ سیدہ حفصہ اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اس موقع پر محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیے تھا تاکہ خانگی معاملات میں کسی قسم کا ہیجان پیدا نہ ہوتا۔ لیکن سوتن ہونے کے ناطے ان کے جذبات انگیخت ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی یہ اجتماعی کیفیت ناگوار گزری اور آپ نے تمام ازواج مطہرات سے مسلسل ایک ماہ تک الگ تھلگ رہنے کی قسم کھا لی اور آپ تمام ازواج سے منہ موڑ کر بالا خانہ میں تشریف لے گئے۔ مسلمانوں میں یہ بات پھیل گئی کہ نبی کریم ﷺ اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دینا چاہتے ہیں [2] اور یہ بات بھی عام ہوگئی کہ سیدہ

---

① رجال مبشرون بالجنة (۲/ ۲۶۱، ۲۶۷)۔

② سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فی المراجعة رقم الحدیث (۲۲۸۳)، نسائی کتاب الطلاق باب الرجعة رقم الحدیث (۳۵۶۲)، ابن ماجه رقم الحدیث (۲۰۱۶)، دارمی رقم الحدیث (۲۲۶۹)، طبرانی (۲۳/ ۳۰۴)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حفصہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے طلاق دے دی ہے کیونکہ انھوں نے وعدے کے باوجود راز کو افشا کر دیا تھا۔

جب یہ صورت حال پیدا ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیکاٹ کر دیا ہے تو ازواج مطہرات بے چین ہوگئیں اور بہت زیادہ شرمندہ ہوئیں کہ یہ کیا ہوگیا، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو سب سے زیادہ ندامت محسوس ہو رہی تھی۔

جب مہینہ پورا ہوگیا، مسلمان مسجد نبوی میں سر جھکائے بیٹھے تھے، یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے، سب مسلمانوں کے چہرے افسردہ تھے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھے اور سیدھے اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے۔ دیکھا کہ بیٹی زار و قطار رو رہی ہے۔ آپ نے پوچھا: کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دے دی ہے؟ روتے ہوئے کہنے لگیں: معلوم نہیں، البتہ آپ مسلسل ایک ماہ سے اپنے بالا خانے میں الگ تھلگ رہ رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بالا خانہ کے دروازے پر اپنے غلام رباح کو پہرے دار بنایا ہوا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے اندر آنے کی اجازت لو۔ یہ کہہ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رباح کے جواب کا انتظار کرنے لگے لیکن وہ خاموش کھڑا رہا۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ آپ نے دوبارہ سہ بارہ رباح سے کہا۔ وہ بدستور خاموش کھڑا رہا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صورت حال دیکھتے ہوئے بآواز بلند کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہیں کہ عمر دروازے پر آیا ہے اور اندر آنا چاہتا ہے اور یہ بھی بتا دیں کہ اللہ کی قسم! میں اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کی خاطر نہیں آیا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم دیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں۔ ابھی کچھ اور کہنا چاہتے تھے کہ (یہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیں) اسی وقت رباح نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ اندر جا سکتے ہیں کیونکہ اجازت مل گئی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے گئے۔ ادھر ادھر دیکھا۔ چھت کو دیکھا۔ دیواروں پر نظر دوڑائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر نگاہ پڑی۔ دیکھا کہ چٹائی کے نشانات جسم پر پیوست ہیں۔ کمرے میں مٹھی بھر جو اور چمڑے کا پیالہ پڑا ہوا تھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زار و قطار رونے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! کیوں رو رہے ہو۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض کی: اے اللہ کے رسول! ادھر قیصر و کسریٰ کس قدر ٹھاٹھ سے زندگی بسر کر رہے ہیں، دنیا کی ہر نعمت انھیں میسر ہے، اور آپ اس قدر تنگ دستی سے دن گزار رہے ہیں!

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: یہ سب سہولتیں ان کے لیے دنیا میں ہیں اور ہمارے لیے آخرت میں۔ پھر آپ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دنیا سے اعراض کی حقیقت سے آشنا کیا اور فرمایا کہ آخرت بہتر اور دائمی ہے۔

اے فرزند خطاب! کیا تجھے اس میں کوئی شک و شبہ ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں ان سب سہولتوں کا اہتمام کر دیا ہے جبکہ ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا اور آخرت میں ہمیں ان نعمتوں سے نوازا جائے گا۔ [1]

یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ استغفار کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے لگے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دھیمے انداز اور ایمان بھرے لہجے میں باتیں کرنے لگے۔ ان کی باتوں میں صداقت کا غلبہ تھا۔ عرض کی: اے اللہ کے رسول! بیویوں کے معاملے میں آپ کے لیے کوئی دشواری نہیں۔ اگر آپ انھیں طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، جبریل امین، میکائیل، میں، ابوبکر اور جملہ اہل ایمان آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے لطیف انداز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گفتگو شروع کر دی جس سے آپ کا غصہ جاتا رہا اور آپ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو خوش دیکھا تو عرض کی کہ مسجد میں تمام مسلمان یہ چہ میگوئیاں کر رہے ہیں کہ آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: نہیں! ابھی میں نے طلاق نہیں دی۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ بات سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خوشی سے اچھل پڑے اور بآواز بلند اللہ اکبر کہا۔ انھوں نے آپ سے اجازت طلب کی کہ مسجد میں موجود مسلمانوں کو صحیح صورت حال سے آگاہ کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! آپ سب کو یہ بات بتا دیں میری طرف سے اجازت ہے۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب التفسیر، سورۃ التحریم رقم الحدیث (۴۹۱۳)، صحیح مسلم کتاب الطلاق باب فی الایلاء رقم الحدیث (۱۴۷۹) تفسیر القرطبی (۱۸/ ۱۹۱)، الدر المنثور (۸/ ۲۲۱)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بالا خانہ سے شاداں وفرحاں نیچے اترے اور بلند آواز سے کہا: حاضرین ذی وقار! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۗ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○ وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۗ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ○ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ○ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا ○﴾ (التحریم۔ ٦٦/ ١-٥)

"اے نبی! جس چیز کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے اس کو آپ حرام کیوں کرتے ہیں؟ کیا آپ اپنی بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے قسموں کو کھول ڈالنا مقرر کر دیا ہے اور اللہ ہی تمھارا کارساز ہے اور وہ کامل علم وحکمت والا ہے۔ اور اس وقت کو یاد کرو، جب نبی نے اپنی بیویوں میں سے کسی کے ساتھ خفیہ بات کی لیکن جب اس عورت نے اس بات کی خبر آگے کر دی اور اللہ نے اپنے نبی کو سب بتلا دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیوی کو جا کر کچھ بات بتا دی اور کچھ کو ٹال دیا، پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس بیوی کو بات بتائی تو وہ کہنے لگی: اس کی خبر آپ کو کس نے کی؟ انھوں نے جواباً کہا: اس ہستی نے خبر دی جو سب کچھ جاننے اور پوری خبر رکھنے والی ہے۔ اے نبی کی دونوں بیویو! اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کر لو تو بہتر ہے۔ کیونکہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمھارے دل کو اس (توبہ) کی طرف مائل ہو ہی چکے ہیں اور اگر تم نبی کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرو گی تو یاد رکھنا، یقیناً اس کا کارساز اللہ بھی ہے، جبریل بھی اور تمام نیک مؤمن بھی۔ اور ان کے علاوہ فرشتے بھی ان کی مدد کرنے والے ہیں، اگر پیغمبر تمہیں طلاق دے دیں تو بہت جلد ان کو ان کا رب تمھارے بدلے میں تم سے بہتر بیویاں عنایت فرما دے گا جو فرمانبردار، ایمان والی، اللہ کے حضور جھکنے والی، توبہ کرنے والی، عبادت گزار، روزہ دار، کچھ بیوہ اور کچھ کنواری ہوں گی۔''①

ان آیات کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے بائیکاٹ ختم کر دیا اور پھر سے گھریلو زندگی میں چہل پہل شروع ہوگئی۔ اس کے بعد سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ محتاط ہوگئیں اور ہر وقت ان کے پیش نظر یہی رہتا کہ رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ وہ ہمیشہ یہ آیت پڑھا کرتی تھیں:

﴿عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝﴾

(التحریم: ۶۶/ ۵)

''اگر پیغمبر تم کو طلاق دے دیں تو جلد ہی پیغمبر کا پروردگار ان کو تم سے بہتر کنواری و بیوہ عورتیں تمھارے بدلے میں عطا کر دے گا جو مطیع، مؤمن، فرمانبردار، توبہ کی دلدادہ، عبادت گزار اور روزے دار ہوں گی۔''

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے نمایاں اوصاف

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا خانہ نبوی میں اپنے فرائض پوری تندہی سے سرانجام دیا کرتی تھیں۔ دن کو روزہ رکھتیں اور رات کو قیام کیا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ ان کے بارے میں آسمان سے ایک پاکیزہ پیغام لے کر سیدنا جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ یہ پیغام بڑا ہی عزت افزا تھا۔ جبریل علیہ السلام نے ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا:

((اِنَّهَا صَوَّامَةٌ، قَوَّامَةٌ وَهِيَ زَوْجُكَ فِي الْجَنَّةِ)) ②

---

① صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ التحریم رقم الحدیث (۴۹۱۱)، صحیح مسلم کتاب الطلاق باب وجوب الکفارہ علی من حرم رقم الحدیث (۱۴۷۴)۔

② مستدرک حاکم (۴/ ۱۵) مجمع الزوائد (۹/ ۲۴۵)۔ المطالب العالیہ رقم الحدیث ←

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بلا شبہ وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والی، بہت زیادہ رات کو قیام کرنے والی ہے، اور وہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہوگی۔''

اور ایک روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں:

((اِنَّهَا صَوُّوْمٌ، قَوُّوْمٌ وَاِنَّهَا مِنْ نِسَاءِ كَ فِي الْجَنَّةِ)) ①

''بے شک وہ بہت روزے رکھنے والی، بہت قیام کرنے والی ہے اور وہ جنت میں بھی آپ کی بیویوں میں سے ہوگی۔''

اس کے بارے میں اہل خانہ میں سے ایک شخص نے بتایا کہ ان کا اپنے اللہ سے بہت گہرا رابطہ تھا۔ یہ کثرت سے روزے رکھتیں یہاں تک کہ روزے ہی کی حالت میں وفات پائی۔ ②

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا جب اپنے والد گرامی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے گھر میں پروان چڑھنے لگیں تو اپنی ہمجولیوں اور سہیلیوں میں ذہین و فطین مشہور ہوئیں۔ جب نور اسلام مکہ معظمہ پر ضوء فگن ہوا تو یہ چھوٹی عمر ہی میں ایمان لا کر سبقت لے جانے والی خوش نصیب خواتین کی فہرست میں شامل ہو گئیں۔ ان کی صلاحیتیں دن بدن آشکار ہونے لگیں۔ یہ بڑی ذہین تھیں، فوراً بات کی گہرائی تک پہنچ جاتیں۔ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنا قرآن نازل ہوتا اسے سن کر اسی وقت زبانی یاد کر لیتیں۔

انھیں لکھائی سیکھنے کا شوق پیدا ہوا تو ایک عالم، فاضل لکھائی کی ماہر صحابیہ شفا بنت عبداللہ العدویہ رضی اللہ عنہا نے انھیں لکھنا سکھلا کر ان کی تمنا کو پورا کر دیا۔ یہ قریشی خواتین میں عالمہ فاضلہ مشہور و معروف تھیں اور فن کتابت میں انھیں مہارت حاصل تھی۔ یہ پرانی مسلمان خواتین میں سے تھیں اور یہ ان خواتین میں سے تھیں جنھوں نے بہت پہلے ہجرت کرنے کا شرف حاصل کر لیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا اعزاز بھی پایا تھا۔ ان کا شمار

← (۴۱۵۴) طبقات ابن سعد (۸/ ۸۴) طبرانی کبیر (۱۶/ ۳۰۶)۔ صفة الصفوة (۲/ ۳۹) الاستیعاب (۴/ ۲۶۱)۔ الاصابة (۴/ ۲۶۵)۔

① تهذیب الاسماء واللغات للنووی (۲/ ۳۳۸) فتوحات الربانية للصديقى الشافعی (۱/ ۳۲۳)۔

② الاصابة (۴/ ۲۶۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دانشمند اور فاضل خواتین میں ہوتا تھا۔ نبی کریم ﷺ بسا اوقات ان کے گھر تشریف لے جاتے اور وہاں دوپہر کو آرام بھی کر لیا کرتے تھے۔ انھوں نے آپ کے لیے بستر اور چادر بھی تیار کر رکھی تھی جس میں آپ محو استراحت ہوتے۔

جب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی ہوگئی اور وہ رسول اللہ ﷺ کے گھر منتقل ہوگئیں تو سیدہ شفا رضی اللہ عنہا اکثر و بیشتر ملنے کے لیے ان کے گھر تشریف لے جاتیں۔ ایک دن یہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے انھیں دیکھ کر ارشاد فرمایا:

((عَلِّمِيهَا رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِيهَا الْكِتَابَةَ)) ①

"اسے چیونٹی کا دم بھی سکھلا دو جس طرح تم نے اسے لکھنا سکھلایا ہے۔"

اس واقعے سے یہ جواز ملتا ہے کہ عورت کو لکھائی کی تعلیم دینی چاہیے اور اسے علم و عرفان سے آراستہ کیا جائے۔ اس واقعے سے اس بات کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بعض ازواج مطہرات پڑھنا لکھنا جانتی تھیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پڑھنا جانتی تھیں لیکن لکھنا نہیں جانتی تھیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی پڑھ لیتی تھیں لیکن لکھتی نہیں تھیں۔ لکھنا جاننے والی عالم فاضل صحابیات میں سے ایک ام کلثوم بنت عقبہ الامویہ رضی اللہ عنہا تھیں ③ اور تابعیات میں سے سیدہ عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص رحمہا اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ مجھے میرے ابا جان نے لکھنا سکھلایا تھا۔ اسی طرح سیدہ کریمہ بنت مقداد وغیرہ کا نام بھی لکھنے والی خواتین میں لیا جاتا ہے۔ یہ وہ معزز خواتین ہیں جنھوں نے عورتوں کی تاریخ میں سنہری باب رقم کیے۔

خلفائے راشدین کے دور میں ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا خواتین کے مسائل کے حوالے سے مرجع کی حیثیت رکھتی تھیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اگر کوئی عورتوں کے حوالے سے مسئلہ

---

① نساء من عصر النبوة (۱/ ۲۳۱، ۴۲۰)۔

② ابوداؤد کتاب الطب باب ماجاء فی الدقی رقم الحدیث (۳۸۸۷) ابن ابی شیبة (۸/ ۳۸) نسائی فی اکبری رقم الحدیث (۷۵۴۳) طبرانی فی الکبیر (۲۴/ ۷۹۰) سنن البیهقی (۹/ ۳۴۹)۔

③ نساء من عصر النبوة (۲/ ۱۹۷، ۲۰۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درپیش ہوتا تو آپ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ ①

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فقہ، عبادت، معاشرتی اصلاح اور علم و ادب میں بڑی مہارت رکھتی تھیں۔ جب وہ قرآن و حدیث کے مسائل بیان کرتیں تو فصاحت و بلاغت کا دل نشیں اسلوب بیان اختیار کرتیں جس سے ظاہر ہوتا کہ آپ بہت بڑی فصیح و بلیغ خاتون تھیں۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مار کر زخمی کر دیا گیا تو اس نازک ترین موقع پر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ادیبانہ انداز میں اپنے تاثرات بیان کیے۔ آپ نے اس غم واندوہ کے موقع پر فرمایا:

((يَا اَبَتَاهَ مَايَحْزُنُكَ وِفَادَتُكَ عَلٰی رَبٍّ رَّحِيمٍ وَلاَ تَبِعَةَ لِاَحَدٍ عِنْدَكَ، وَمَعِيَ لَكَ بَشَارَةٌ لاَ اُذِيعُ السِّرَّ مَرَّتَيْنِ، وَنِعْمَ الشَّفِيعُ لَكَ الْعَدْلُ لَمْ تَخْفَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ خَشِنَةُ عِيْشَتِكَ وَعَفَافُ نُهْمَتِكَ، وَاَخْذُكَ بِاَكْظَامِ الْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ)) ②

''اے میرے ابا جان! مہربان پروردگار کے پاس آمد پر غم نہ کھائیے گا، کسی کا آپ پر بوجھ نہ ہو اور میرے پاس آپ کے لیے ایک بشارت ہے جو ایک راز ہے اور میں اسے دوبارہ بیان نہ کروں گی۔ انصاف پرور ہستی آپ کی سفارشی بنے گی۔ آپ کی یہ پر مشقت زندگی، پاکیزہ حاجت، آپ کا بہترن اور زمین میں فساد پھیلانے والوں کو گرفتار کرنا اللہ پر مخفی نہیں ہے۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے جو خطاب کیا وہ بھی فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے ایک شاہکار تھا۔ فرماتی ہیں:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لاَنَظِيْرَلَهٗ، وَالْفَرْدِ الَّذِيْ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ، اَمَّابَعْدُ، فَكُلُّ الْعَجَبِ مِنْ قَوْمٍ زَيَّنَ الشَّيْطَانُ اَفْعَالَهُمْ، وَنَصَبَ حَبَائِلَهٗ لِخَتْلِهِمْ، حَتّٰى هَمَّ عَدُوُّ اللّٰهِ بِاِحْيَاءِ الْبِدْعَةِ وَنَبْشِ الْفِتْنَةِ، وَتَجْدِيْدِ الْجَوْرِ بَعْدَ دُرُوْسِهٖ، وَاِظْهَارِهٖ بَعْدَ دُثُوْرِهٖ، وَاِرَاقَةِ الدِّمَاءِ وَاِبَاحَةِ الْحِمٰى، وَانْتِهَاكِ مَحَارِمِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

① نساء مبشرات بالجنة (۲/ ۲۷۳)۔

② سير اعلام النساء (۱/ ۲۷٦)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعْدَ تَحْصِيْنِهَا، فَأَضْرٰى وَهَاجَ وَتَوَغَّرَ وَثَارَ غَضَبًا لِلّٰهِ وَنَصْرَهٗ لِدِيْنِ اللّٰهِ، فَأَخْسَأَ الشَّيْطَانَ، وَكَفَّ اِرَادَتَهٗ، وَأَصْعَرَ خَدَّهٗ لِسَبْقِهٖ اِلٰى مُشَايَعَةِ أَوْلَى النَّاسِ بِخِلَافَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَاضِيْ عَلٰى سُنَنِهِ الْمُقْتَدِيْ بِدِيْنِهٖ، الْمُقْتَصِّ لِأَثَرِهٖ، فَلَمْ يَزَلْ سِرَاجُهٗ زَاهِرًا وَضَوْءُهٗ لَامِعًا وَنُوْرُهٗ سَاطِعًا لَهٗ مِنَ الْاَفْعَالِ الْغُرُرُ وَمِنَ التَّقَدُّمِ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ اِلٰى اَنْ قَبَضَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ قَالِيًا لِمَا خَرَجَ مِنْهُ))

’’سب تعریف اس اللہ کے لیے جس کی کوئی نظیر نہیں، جو منفرد ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔ حمد و ثنا کے بعد! اس قوم پر بہت تعجب ہے جن کے لیے شیطان نے ان کے کام مزین کر رکھے ہیں، ان کو شکار کرنے کے لیے پھندے اور جال لگا رکھے ہیں۔ اس رب کے دشمن نے بدعت کو زندہ کرنے کا ارادہ کیا۔ فتنے کو ابھارنے، ظلم مٹنے کے بعد اسے پھر ایجاد کرنے، ظلم و ستم کے خاتمے کے بعد اسے از سر نو جلا بخشنے، خون بہانے، ممنوع کو جائز سمجھنے، اللہ کی حرام کردہ چیزوں کا ارتکاب کرنے، حرمات الٰہیہ کے تحفظ کے بعد پھر ان کو پامال کرنے کا ارادہ کیا...... تو اس کے مقابلہ میں یہ اللہ کا بندہ جوش میں آ کر غضبناک ہو کر اٹھ کھڑا ہوا، دین الٰہی کی حدود کے لیے مستعد ہو گیا، شیطان کو رسوا کر دیا، اس کے ارادے کو خاک میں ملا دیا، اس کا رخ موڑ دیا کیونکہ اب وہ اس خلیفہ اول کی الوداعی کے بعد مسند خلافت کو سنبھال رہے تھے، سنن پیغمبر ﷺ پر گامزن، ان کے دین کی اقتدا میں اور انہی کے نقش قدم پر چل رہے تھے۔ ان کا چراغ جلتا رہا، روشنی ہر سو پھیلتی رہی اور نورانی کرنیں جگمگاتی رہیں۔ ان کے افعال روشن سنہری چہرے لیے ہوئے تھے اور وہ اطاعت ربانیہ میں پیش قدمی ہی کرتے رہے تا آنکہ دائمی اجل کے ذریعے باری تعالیٰ نے ان کو دار فانی سے وصول کر لیا اور وہ فوت ہونے والا بھی جس دنیا کو الوداع کہہ رہا تھا اس سے بے زار ہی تھا۔‘‘

اگر ہم ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے تمام اوصاف حمیدہ شمار کرنے لگیں تو ان صفحات کا دامن کم پڑ جائے۔ ہم نے یہاں ان صفحات میں ان کے چیدہ چیدہ اوصاف بیان کیے ہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاکہ ان سے اس حیات مستعار میں روشنی حاصل کی جا سکے اور مؤمن خواتین کے لیے آپ کے یہ اوصاف نمونہ اور مشعل راہ بن سکیں۔

قرآن کریم اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

جب میں ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی آہستہ آہستہ جمع کرنے لگتا ہوں تو ان کے اس فضل و شرف پر آ کر دیر تک ٹھہرا رہتا ہوں کہ انھوں نے قرآن مجید کو جمع کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر یہ صلاحیت انھیں ودیعت کر رکھی تھی تاکہ قیامت تک اہل ایمان ان کا یہ فضل و شرف پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے حق میں دعائیں کرتے رہیں۔

خلافت راشدہ کے دور میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے قرآن کریم جمع کرنے میں کتنی جدوجہد کی، میں ان کے اس کارنامے پر دیر تک غور کرتا رہتا ہوں کہ یہ ان کا امت پر کتنا بڑا احسان ہے۔ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اس قرآن کریم کی نگرانی اور حفاظت میں کس قدر حساس تھیں جو واقعی ایسی کتاب ہے کہ باطل نہ اس کے سامنے ٹھہر سکتا ہے اور نہ ہی پیچھے آ سکتا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو باطل کے نام و نشان کو مٹانے والی ہے۔ میں اس حقیقت کو جانتا ہوں اور دیگر لوگ بھی اس حقیقت سے آشنا ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل کیا اور اس کی حفاظت کا بھی خود ذمہ لیا، لیکن قرآن کریم پہلے پہل اہل ایمان کے دلوں میں لکھا ہوا تھا۔ اہل ایمان نے اپنے اللہ سے کیا ہوا وعدہ خوب نبھایا۔ اس کے سپارے اور سورتیں حفاظ صحابہ کرام کے سینوں میں محفوظ تھیں اور ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین نے بھی اس ذمے داری کو خوب نبھایا۔ ان کے حافظے بڑے صاف شفاف تھے۔ ان کے دلوں میں کسی قسم کی میل نہیں تھی اور نہ ہی انہیں نسیان کا عارضہ لاحق تھا اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قرآن کریم جہاں سینوں میں محفوظ تھا وہاں وہ چمڑے کے ٹکڑوں، چوڑی ہڈیوں اور لکڑیوں پر بھی لکھا ہوا تھا۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیائے فانی سے کوچ کیا تو قرآن مجید کے حوالے سے ان صحابہ کرام کی طرف رجوع کیا جاتا تھا جو حافظ قرآن تھے اور ان کی تعداد بہت زیادہ تھی اور اس حوالے سے کاتب وحی صحابہ کرام کی طرف بھی رجوع کیا جاتا اور وہ مشہور و معروف تھے۔ اگر قراءت کے حوالے سے کوئی مشکل پیش آتی تو لکھے ہوئے نصوص کی طرف رجوع کیا جاتا۔

یہ منظر اس طرح باقی نہ رہا۔ مرتدین کے خلاف لڑائیاں شروع ہو گئیں تو ان لڑائیوں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بہت سے حافظ قرآن صحابہ کرام جام شہادت نوش کر گئے۔ یہ صورت حال دیکھ کر نابغہ روز گار سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں قرآن کریم جیسی نعمت ہاتھوں سے نکل نہ جائے۔ اگر باقی ماندہ حفاظ صحابہ کرام بھی اللہ کو پیارے ہو گئے تو پھر کیا بنے گا؟ قرآن کریم کو جمع کرنا بڑا دشوار ہو جائے گا۔ یہ سوچ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ذہن میں پیدا ہوئی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اگر صورت حال یہی رہی تو حفاظ کرام کے ناپید ہونے کی وجہ سے قرآن مجید جیسی عظیم نعمت سے ہم ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ کیوں نہ جلدی سے قرآن مجید کو جمع کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ اسے امت کے لیے محفوظ بنا دیا جائے؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ اس مبارک فکر کے لیے کھول دیا۔ لیکن اس عظیم مہم کو سر کرنے کے لیے کون ذمہ داری اٹھائے گا؟

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ غور وخوض کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ اس اہم ذمے داری کو سیدنا زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ پوری طرح نبھا سکتے ہیں کیونکہ وہ سب سے بڑے کاتب وحی تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ عقلمند نوجوان ہو، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی لکھتے رہے ہو لہٰذا قرآن کریم کو جمع کرنے کا فریضہ تم ہی سر انجام دو۔ [1]

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تاریخ اسلام کا مشکل ترین فریضہ سر انجام دینے کے لیے تیار ہو گئے۔ شروع شروع میں تو گھبرائے لیکن انھوں نے جہد مسلسل سے اس فریضے کو سر انجام دینے کا عمل شروع کر دیا۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنی اس مہم کے بارے میں خود بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا تو میں نے قرآن مجید کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ میں نے اسے چمڑے کے ٹکڑوں اور چوڑی ہڈیوں پر لکھا۔ غرض کہ جو بھی چیز میرے ہاتھ لگتی میں اس پر قرآنی آیات لکھنے لگا۔ جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو میں نے قرآن مجید کو ایک صحیفے میں جمع کر دیا تھا اور یہ نسخہ ان کے پاس تھا۔ [2]

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اس کام میں تین سال صرف ہوئے۔ جب پہلے نسخے کی کتابت مکمل ہو گئی تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ نسخہ لے کر ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی (۷/ ۱۴۹)۔

[2] عن الاتقان للسیوطی (۱/ ۱۸۶) سیر اعلام النبلاء (۲/ ۴۳۱)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے تاکہ یہ ان کے پاس محفوظ و مامون رہے۔ اس طرح ہماری اماں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ کے پورے دور خلافت میں قرآن کریم کے اس قلمی نسخے کی نگران رہیں۔

یہ صورت حال اسی طرح رہی یہاں تک کہ مختلف شہروں میں قراءت کے مختلف لہجے رواج پانے لگے۔ اس اختلاف کو ایک عظیم المرتبت راز دان رسول صحابی سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بڑی شدت سے محسوس کیا۔ انھوں نے بغور جائزہ لیتے ہوئے دیکھا کہ عراقی اور شامی علماء کی قراءت میں اختلاف ہے۔ وہ اس صورت حال سے بہت گھبرائے اور فوری طور پر خلیفۃ المسلمین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گھبرائے ہوئے انداز میں کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں معاملہ خلط ملط نہ ہو جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ اپنی کتاب قرآن کریم میں اس طرح اختلاف کرنے لگ جائیں جس طرح یہود و نصاریٰ اپنی اپنی کتاب میں اختلاف کا شکار ہو گئے تھے۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے اندیشے کو شدت سے محسوس کیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اس اختلاف کی خبریں چند دیگر مقامات سے بھی موصول ہو چکی تھیں۔ چنانچہ انھوں نے قرآن مجید کو جمع کرنے اور اس کے متعدد نسخے لکھوانے کا پختہ ارادہ کر لیا تاکہ قرآن مجید کے ایک جیسے نسخے اردگرد کے شہروں میں بھیجے جائیں اور وہاں کے باشندے انھی نسخوں کی تلاوت کریں تو اس سے مختلف قراءتوں کی وجہ سے اختلاف کا اندیشہ جاتا رہے گا۔

اس موقع پر شیخ القراء ماہر علم الفرائض، مفتی مدینہ، کاتب وحی سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا کردار قرآن کریم کو جمع کرنے کے حوالے سے نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ انھیں یہ ذمہ داری سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سونپی۔ وہ اس اہم ترین کام کے لیے کمربستہ ہو گئے اور اپنے ساتھ تین صحابہ کرام عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو ملا لیا۔ یہ تینوں فصاحت و بلاغت کے دھنی اور قرآن کریم کے حافظ تھے۔

پھر سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی کہ وہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے وہ پہلا نسخہ لے لیں جو ان کے پاس محفوظ تھا تاکہ قرآن مجید کی کتابت کے وقت اس سے استفادہ کیا جا سکے۔ بعد میں یہ نسخہ انھیں واپس کر دیا جائے گا۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قرآنی نسخے عالی مرتبت حافظ قرآن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نگرانی اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں لکھے گئے۔ یہ تمام نسخے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نسخے کو سامنے رکھ کر تیار کیے گئے اور ان کی تیاری میں حافظ قرآن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مدد لی گئی جن آیات میں قراءت کے اعتبار سے اختلاف ہوتا تو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رابطہ کیا جاتا جنھوں نے وہ آیات براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر یاد کی تھیں۔ جو وہ بتاتے اسی قراءت پر اعتماد کیا جاتا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جلیل القدر عظیم المرتبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے قرآن حکیم کو جمع کرنے کے لیے ایک مخصوص طریقہ اختیار کیا تاکہ پوری امت کے لیے وہ نسخہ چراغ کی مانند ہو اور سبھی اس سے روشنی حاصل کریں اور اختلاف کی صورت میں اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ قرآن حکیم کی کتابت اور اسے جمع کرنے کے ضمن میں درج ذیل نکات کو پیش نظر رکھا گیا:

(١) ان قابل اعتماد حافظ قرآن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آیات کو سن کر لکھا گیا جنھوں نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر وہ آیات یاد کی تھیں۔

(٢) ان آیات کو لکھا گیا جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر تلاوت کرتے رہے۔ جن آیات کی تلاوت منسوخ ہو چکی تھی، ان کو احاطۂ تحریر میں نہ لایا گیا خواہ ان کا حکم باقی کیوں نہ ہو۔

(٣) بعض صحابہ کرام نے اپنے ذاتی نسخوں میں بعض آیات کی شرح یا ناسخ و منسوخ کے بارے میں لکھا ہوتا یا اس قسم کی کوئی اور تحریر ہوتی تو ان تمام زوائد کو الگ کر دیا گیا اور صرف قرآنی آیات کو ضبط تحریر میں لایا گیا۔

(٤) پورا قرآن کریم سورتوں اور آیات میں مرتب انداز کے ساتھ ضبط تحریر میں لایا گیا نیز سورتوں اور آیات کی ترتیب وہی رکھی گئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت تھی۔

(٥) آج جو قرآن کریم ہمارے سامنے ہے اس کی ترتیب وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق دی گئی تھی۔

(٦) اس مصحف کے متعدد نسخے تیار کیے گئے تاکہ ایک ایک نسخہ ہر شہر میں بھیج دیا جائے اور لوگ اسی کی طرف رجوع کریں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✿ باہمی قراءت کے اختلاف کے وقت قریش کی زبان کو بنیاد بنایا جائے کیونکہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ))

''جب تمھارا اور زید بن ثابت کا کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو تم اسے قریش کی زبان میں لکھو کیونکہ یہ ان کی زبان میں نازل ہوا ہے۔''

اس طرح قرآن حکیم کی کتابت کا کام مکمل ہوا، قرآن حکیم کے متعدد نسخے تیار کرائے گئے اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ہر شہر کی طرف ایک نسخہ روانہ کر دیا تاکہ وہاں کے باشندے اس کی طرف رجوع کریں اور ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا نسخہ انھیں واپس کر دیا گیا۔ قرآن حکیم کے جمع کرنے میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت قیامت تک قائم رہے گی۔

بیدار مغز محدثہ

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا قرآن کریم کے حفظ اور اس کی نگہداشت کے حوالے سے بہت بلند مقام پر فائز ہیں۔ اسی طرح حدیث نبوی کی معرفت میں بھی وہ اعلیٰ مقام پر فائز نظر آتی ہیں۔ ان کا شمار ان امہات المومنین میں ہوتا ہے جو بیدار مغز اور حدیث شریف کی حافظہ تھیں۔ بلکہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا شمار تو ان خواتین میں ہوتا ہے جنھوں نے زیادہ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا، جنھوں نے اپنے سینوں میں احادیث کا ذخیرہ محفوظ کیا۔ ایسا بھلا کیوں نہ ہوتا؟ جبکہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا مدرسہ نبوت کی ایک ہونہار طالبہ تھیں اور علم وعرفان کے اعتبار سے خانہ نبوی میں ام المومنین سیدہ عائشہ اور ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما کے بعد ان کا نام آتا ہے۔ حدیث شریف کے میدان میں ان کی بہت عمدہ یادیں پائی جاتی ہیں۔ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے والد گرامی کے حوالے سے ساٹھ احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ان سے مروی تین یا چار احادیث ایسی ہیں جن پر امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ کا اتفاق ہے اور چھ ایسی روایات ہیں جن میں امام مسلم منفرد ہیں۔ [1] ام المومنین سیدہ

---

[1] سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۳۰) تہذیب الاسماء واللغات (۲/ ۳۳۹) المجتبی لابن الجوزی (ص ۹۳) فتوحات الربانیة علی الاذکار النواویة (۱/ ۳۲۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حفصہ رضی اللہ عنہا سے مردوں میں ان کے بھائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کرنے کی سعادت حاصل کی اور یہ اپنی بہن سے چھ سال عمر میں بڑے تھے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان پر رشک کیا کرتے تھے اور ان کے رشک کرنے کی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت داری اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس کثرت سے ان کا آنا جانا تھا۔ جب بھی کوئی مسئلہ دریافت کرنا ہوتا تو یہ اپنی ہمشیرہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچ جاتے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنے کے حوالے سے بڑے مشہور ومعروف تھے۔

جن دیگر افراد نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا ان میں آپ کے بھتیجے حمزہ بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ کے علاوہ حارثہ بن وہب، شتیر بن شکل، مطلب بن ابی وداعہ، عبداللہ بن صفوان بن امیہ، مسیّب بن رافع اور بہت سے دیگر صحابہ کرام اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے نام آتے ہیں۔ بہت سی خواتین نے بھی ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے حدیث شریف کا علم حاصل کیا اور ان میں سرفہرست سیدہ ام مبشر الانصاریہ رضی اللہ عنہا کا نام آتا ہے۔ ان کے علاوہ سیدہ حفصہ بنت ابی عبید رحمہا اللہ کا نام بھی آتا ہے۔ ①

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے امام بخاری اور چند دیگر محدثین نے نافع عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت نقل کی:

((اَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اعْتَكَفَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ، وَبَدَا الصُّبْحُ، صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ)) ②

"مجھے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ جب صبح ظاہر ہونے پر مؤذن اذان دے کر فارغ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کھڑی ہونے سے پہلے دو ہلکی سی رکعتیں ادا کرتے

---

① تہذیب التہذیب لابن حجر (۱۲/ ۴۱۰) نساء من عصر التابعین (۱/ ۹۱، ۱۰۳)۔

② صحیح البخاری کتاب الاذان باب الاذان بعد الفجر رقم الحدیث (۶۱۸) صحیح مسلم کتاب الصلاۃ المسافرین وقصرھا باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر رقم الحدیث (۷۲۳) مسند احمد (۶/ ۲۸۴)۔ سنن دارمی رقم الحدیث (۱۴۴۴)، سنن البیھقی (۲/ ۴۸۱)۔ مسند ابوعوانۃ (۲/ ۲۷۴)۔ مسند ابو یعلی رقم الحدیث (۷۰۳۲) مسند عبدالرزاق رقم الحدیث (۴۷۶۹، ۴۸۱۱)۔ موطا امام مالک (۹۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔"

امام مسلم رحمہ اللہ عبداللہ بن صفوان کے حوالے سے اپنی کتاب میں ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ روایت نقل کرتے ہیں:

((اَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ اَنَّها سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لَيُؤُمَّنَّ هٰذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ يَغْزُوْنَهٗ، حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ، يُخْسَفُ بِاَوْسَطِهِمْ وَيُنَادِيْ اَوَّلُهُمْ آخِرَهُمْ ثُمَّ يُخْسَفُ بِهِمْ، فَلَا يَبْقٰى اِلَّا الشَّرِيْدُ الَّذِيْ يُخْبِرُ عَنْهُمْ فَقَالَ رَجُلٌ اَشْهَدُ عَلَيْكَ اَنَّكَ لَمْ تَكْذِبْ عَلٰى حَفْصَةَ وَاَشْهَدُ عَلٰى حَفْصَةَ اَنَّهَا لَمْ تَكْذِبْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ)) ①

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس بیت اللہ کی طرف ایک لشکر لڑائی کے پیش قدمی کرے گا حتیٰ کہ جب وہ بیدا جگہ پر پہنچیں گے تو ان کے درمیان والا حصہ دھنسا دیا جائے گا اور اگلا حصہ پچھلے حصے کو پکارے گا لیکن پھر سب کو دھنسا دیا جائے گا۔ ایک شخص کے سوا کوئی نہ بچے گا جو بھاگ جائے گا اور لوگوں کو خبر سنائے گا۔ ایک آدمی حفصہ رضی اللہ عنہا کے شاگردوں میں سے کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹ نہیں بولا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ انھوں نے بھی رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ نہیں بولا۔"

سنن ابی داؤد اور سنن بیہقی میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ روایت مذکور ہے:

((عَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَجْعَلُ يَمِيْنَهٗ لِطَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ وَثِيَابِهٖ وَيَجْعَلُ يَسَارَهٗ لِمَاسِوٰى ذَالِكَ)) ②

"نبی کریم ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کو کھانے پینے اور پہننے کے لیے استعمال کرتے اور بائیں جانب کو دوسرے کاموں کے لیے۔"

---

① صحیح مسلم شرح النووی (١٨/ ٥، ٦)۔

② سنن ابو داؤد کتاب الطهارة باب كراهية مس الذكر باليمين رقم الحديث (٣٢) مستدرك حاكم (٤/ ١٠٩) طبرانی کبیر (٢٣/ ٣٤٦) مسند احمد (٦/ ٢٨٧) مسند ابو يعلى (٢/ ٣٢٦، ٣٢٧)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل اور عبادت کے طریقے بھی مروی ہیں۔

آپ فرماتی ہیں:

((اَرْبَعٌ لَمْ يَكُنْ يَدَعُهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ وَالْعَشْرِ وَثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ)) ①

''چار چیزوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے: دسویں محرم کا روزہ، ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں کا روزہ، ہر مہینے میں سے تین دنوں کا روزہ اور فجر کی دو رکعتیں۔''

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے ایک تھیں جن سے بعض اوقات فتویٰ صادر کرتے وقت رجوع کیا جاتا تھا۔

امام ابومحمد علی بن حزم ظاہری رحمہ اللہ نے بہت سے ایسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام بیان کیے ہیں جن سے کسی فتوے کے حوالے سے ایک مسئلہ یا دو مسئلے یا اس سے زیادہ مسائل بیان ہوتے ہیں۔ اسی طرح امام موصوف نے بہت سی عالم فاضل صحابیات کے نام بھی بیان کیے ہیں جنھوں نے فتوے صادر کرنے کے حوالے سے شہرت حاصل کی۔ ان میں سے ام المومنین سیدہ حفصہ، ام المومنین سیدہ صفیہ، ام المومنین سیدہ ام حبیبہ، ام المومنین سیدہ جویریہ، ام المومنین سیدہ میمونہ، سیدہ فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدہ ام عطیہ الانصاریہ، سیدہ لیلیٰ بنت قائف، سیدہ اسماء بنت ابی بکر، سیدہ ام شریک، سیدہ خولاء بنت تویت، سیدہ ام درداء کبریٰ، سیدہ عاتکہ بنت زید، سیدہ سہلہ بنت سہیل، سیدہ فاطمہ بنت قیس، سیدہ ام سلیم بنت ملحان، سیدہ زینب بنت ابی سلمہ اور سیدہ ام ایمن حبشیہ رضی اللہ عنہن وغیرہ کے نام بیان کیے ہیں۔ ②

خلیفہ زاہد کی زاہدہ بیٹی

دنیا مؤمن کے سامنے اپنی زیب و زینت کے پر پھیلاتی ہے۔ وہ اس بات کی

① سنن النسائی کتاب الصیام رقم الحدیث (۲۴۱۸)، سنن النسائی فی الکبریٰ رقم الحدیث (۲۷۲۴)، مسند احمد (۶/ ۲۸۷)، مسند ابو یعلی (۲/ ۳۲۶)، طبرانی کبیر (۲۳/ ۳۵۴، ۳۹۶)، ابن حبان (۶۴۲۲)۔

② الاحکام فی اصول الاحکام (۲/ ۸۹، ۹۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استطاعت رکھتا ہے کہ دنیا کی آرائش وزیبائش سے اپنی منشا کے مطابق استفادہ کرے لیکن عقلمند مؤمن محض اللہ کی رضاء کے لیے ہر قسم کی دنیوی زیبائش وآرائش سے کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے۔ وہ اللہ کی رضاء حاصل کرنے کے لیے دنیا سے دست کش ہو جاتا ہے، اس لیے کہ عقلمند مؤمن دنیا کو دوست کے لبادے میں دشمن سمجھتا ہے اور اس سے سخت محتاط رہتا ہے۔ اس کے پیش نظر ان نعمتوں کو حاصل کرنا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس باقی رہنے والی ہیں۔

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور ان کے والد گرامی قدر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دونوں ہی دنیا سے بیزار تھے اور اس کے چنگل سے دور بھاگتے تھے۔

خلیفہ ثانی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی دختر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے رفیق حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا سے بے رغبتی کا طریقہ سیکھا تھا اور اسی راستے پر وہ گامزن تھیں جس راستے کی نشاندہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ سمجھتے تھے کہ زہد درحقیقت دنیا کی ہر زیب وزینت سے کنارہ کش ہونے کا نام ہے۔ اسی لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی کو اس حوالے سے رہنمائی کرتے رہتے تھے اور آپ اسی راستے پر گامزن تھے جس راستے پر حبیب کبریا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو چلتے دیکھا تھا۔

آیئے! اب ہم زہد کے حوالے سے سیدنا عمر اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کے مثالی زاہدانہ کردار کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتوحات کا سلسلہ وسیع پیمانے پر پھیل گیا اسلامی سلطنت کی حدود چہار سو وسیع ہو گئیں اور ہر شعبے کی نمایاں شخصیات امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ پہنچنے لگیں جنھوں نے ایران اور روم کو پسپا کر دیا تھا۔ آپ ان سے بڑے اطمینان وسکون سے ملتے اور بیرونی علاقوں سے آنے والے وفود کے ساتھ اسی سادہ لباس میں ملاقات کرتے جو آپ معمول کے مطابق پہنا کرتے تھے۔ وفود کی آمد پر کسی تکلف کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ آپ کی بیٹی ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ محسوس کرتے ہوئے ابا جی کے حضور عرض کی کہ اگر آپ وفود کی آمد پر اچھا اور عمدہ لباس پہن لیا کریں تو مناسب رہے گا، دور دراز سے وفود آپ کی زیارت کے لیے آتے ہیں، آپ کے بارے میں انھوں نے بہت کچھ سن رکھا ہوتا ہے۔ میرے خیال میں تو ان کے اچھے کھانے کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اہتمام ہونا چاہیے تا کہ وہ یہاں سے اچھا تاثر لے کر واپس جائیں۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیار بھرے لہجے میں کہا کہ بیٹی! مجھے یہ بتاؤ کہ کسی انسان کے بارے میں اس کے اہل خانہ سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہوتے ہیں؟ کہنے لگیں: بالکل ٹھیک ابا جان! بات تو یہی ہے کہ گھر والے گھر کے مالک کے بارے میں خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیٹی! میں تجھ سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی عالی شان لباس پہننے کا اہتمام کیا؟ کبھی سیر ہو کر انھوں نے یا آپ کے گھر والوں نے کھانا کھایا؟ وہاں تو صورت حال یہ تھی کہ صبح کو سیر ہو کر کھا لیتے تو شام کو بھوکے رہتے اور اگر شام کو سیر ہو کر کھانا کھاتے تو صبح کو بھوکے ہوتے۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جی ہاں ابا جان! ہوتا تو ایسے ہی تھا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹی! میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے گھر والوں نے کبھی سیر ہو کر کھجوریں کھائیں یہاں تک کہ خیبر فتح ہو گیا اور اے میری بیٹی! میں تجھ سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتی ہو کہ جب تم نے آپ کے لیے دستر خوان بچھا کر عمدہ قسم کے کھانوں سے اسے بھر دیا تو دیکھتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ بدل گیا، تم نے یہ صورت حاصل دیکھ کر دستر خوان کو لپیٹا اور سادہ کھانا مہیا کیا؟

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابا جان! بات تو کچھ ایسے ہی تھی اور آپ بالکل سچ فرماتے ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹی! میں تجھ سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چادر پر سوتے۔ ایک مرتبہ تم نے اس چادر کی چار تہیں کر کے بچھا دیں۔ جب آپ بیدار ہوئے تو فرمایا کہ اس گداز بستر کی وجہ سے تم نے مجھے رات کے قیام سے روک دیا ہے۔ چادر کی تہیں معمول کے مطابق دو ہی لگایا کرو۔

میں تم سے اللہ کی قسم دے کر یہ بھی پوچھتا ہوں کیا تم یہ بھی جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑوں کو دھونے کے لیے اتار دیتے۔ سیدنا بلال نماز کے لیے اطلاع دینے آتے تو آپ مزید کپڑوں کے نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت نماز کے لیے تشریف لے جاتے جب آپ کے دھلے ہوئے کپڑے خشک ہو جاتے؟

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے آبدیدہ ہو کر کہا: ابا جان! آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ پھر سیدنا عمر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹی! میں اللہ کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں، کیا تم جانتی ہو کہ انصار کے قبیلہ بنو ظفر کی ایک خاتون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک تہبند اور ایک اوڑھنے کے لیے چادر بنائی۔ جب ایک چیز تیار ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی زیب تن کر کے نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ یہ بات کہنے کے بعد زار و قطار رونے لگے۔ بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی رونا شروع کر دیا۔ دونوں باپ بیٹی دیر تک روتے رہے۔ آپ کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی اور خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں غم کی شدت کی وجہ سے آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز ہی نہ کر جائے، پھر بیٹی سے کہنے لگے: دیکھو بیٹی! میرے لیے دو ہی نمونے ہیں اور دو ہی راستے ہیں جن پر گامزن رہنا اپنے لیے سعادت سمجھتا ہوں، اور جب تک میری زندگی ہے میں انہی کے راستے پر چلتا رہوں گا، اسی میں میری کامیابی و کامرانی ہے۔ ایک سیدنا حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ یہی میرے لیے مشعل راہ ہیں، یہی میرے مقتدیٰ ہیں، انھیں کے نقش قدم پر چلنا اپنے لیے سعادت سمجھتا ہوں اور انہی کی زندگی میرے لیے نمونہ ہے۔

ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ انھوں نے ٹھنڈا شوربا اور روٹی آپ کی خدمت میں پیش کی۔ شوربے میں زیتون کے تیل کی آمیزش کر دی۔ یہ دیکھ کر فرمانے لگے کہ ایک برتن میں دو سالن؟ میں مرتے دم تک یہ نہیں کھاؤں گا۔

اس طرح کے بے شمار واقعات ملتے ہیں جو سیدنا عمر اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے زہد و تقویٰ اور دنیا سے بے رغبتی پر دلالت کرتے ہیں۔ دونوں باپ بیٹی پوری زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے رہے۔

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کو اپنے لیے مشعل راہ بنائے رکھا۔ کبھی کبھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رہنمائی بھی ان کے راستے کو اور زیادہ منور کر دیتی۔ دن اسی طرح گزرتے گئے یہاں تک کہ تاریخ اسلام کا وہ نازک دن آ پہنچا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو نماز کے دوران میں خنجر مار کر زخمی کر دیا گیا۔ مدینہ منورہ کی خواتین کے ہمراہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بھی روتی ہوئی اپنے ابا جان کے پاس پہنچیں، لیکن آپ نے درد سے کراہتے ہوئے اپنی بیٹی سے کہا: بیٹی! نوحہ نہ کرو اور اس طرح جزع فزع نہ کرو۔

علامہ زبیدی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے غم میں ڈوبے ہوئے یہ کہا:

((يَا صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ، يَا صِهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، يَا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ! لِابْنِهٖ اَجْلِسِنِیْ، فَلاَ صَبْرَلِیْ عَلٰی مَا اَسْمَعُ فَقَالَ لَهَا اِنِّیْ اُخْرِجُ لِمَالِیْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ اَنْ تَنْدُبِيْنِیْ بَعْدَهَا، فَاَمَّا عَيْنَيْكِ فَلاَ اَمْلِكُهُمَا، اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ مَيِّتٍ يُنْدَبُ بِمَا لَيْسَ فِيْهِ اِلَّا مَقَتَهُ الْمَلاَئِكَةُ))

''سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر! اے امیر المؤمنین!......تو وہ اپنی بیٹی سے فرمانے لگے: مجھے بٹھاؤ میں یہ سن کر صبر نہیں کر سکتا۔ فرمانے لگے کہ اے حفصہ! تجھ پر میرا جو حق ہے اس کے ذریعے میں تجھے کہتا ہوں کہ اب ایسے الفاظ نہ نکالنا۔ ہاں! تیری آنکھوں پر تو قابو نہیں ہو سکتا، کیونکہ جس میت پر بھی باآواز بلند اس کی صفات بیان کر کے رویا جائے تو فرشتے اس سے ناراض ہو جاتے ہیں۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خنجر مارا گیا تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا زار و قطار رونے لگیں۔ تو آپ نے زخمی حالت میں ارشاد فرمایا: بیٹی حفصہ! کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ جس پر نوحہ کیا جائے اسے عذاب کیا جاتا ہے۔ یوں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی لخت جگر کو خوشی اور غمی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پیش نظر رکھنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔

برحق موت کا وقت آ گیا

خلافت راشدہ کے دور میں ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے خوشگوار زندگی بسر کی۔ خلفائے راشدین، کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، عالی مرتبت فقہاء، ان کی بڑی تعظیم و توقیر کیا کرتے تھے۔ ہر ایک کے دل میں ان کا بے پناہ احترام تھا۔ ہر کسی کو ان کے فضل و شرف کا اعتراف تھا۔ دور نبوی میں بھی ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا علم و عرفان، فقہ اور ادب کے حوالے سے مرکز نگاہ کی حیثیت اختیار کر چکی تھیں۔

جب سیدنا امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلمانوں کے درمیان دردناک فتنہ ظاہر ہوا تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کر لیا تھا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہا کے ہمراہ بصرہ کی طرف روانہ ہوں لیکن ان کے بھائی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روک دیا اور انھیں گھر ہی میں رہنے کا مشورہ دیا۔ چونکہ یہ اپنے بھائی کا بڑا احترام کیا کرتی تھیں لہٰذا ان کا مشورہ مانتے ہوئے گھر ہی میں رہیں۔ بھائی نے کہا کہ آپ اپنے گھر میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی میں مصروف رہیں۔ اسی میں آپ کی بہتری ہے۔ اس قسم کے ہنگاموں سے آپ بالکل الگ تھلگ رہیں۔

اسی طرح دن اور سال گزرتے گئے۔ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا گھر علم وعرفان کا روشن مینار اور حدیث کے طالب علموں کا ملجا و ماویٰ بنا رہا۔ ۴۵ھ ماہ شعبان میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے جسمانی کمزوری محسوس کی اور یہ کمزوری دن بدن بڑھنے لگی تو آپ نے یہ محسوس کر لیا کہ اب سفر آخرت کے لیے روانگی کا وقت قریب آ گیا ہے، اور ایسے ہی ہوا۔ چند دنوں کے بعد آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اس وقت مدینے کا گورنر مروان بن حکم تھا۔ اس نے نماز جنازہ پڑھائی اور اس نے چارپائی کو کندھا بھی دیا۔ پھر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جنت البقیع کے قبرستان تک جنازے کو کندھا دیا اور قبر میں ان کے دو بھائی عبداللہ اور عاصم اترے۔ اسی طرح بھتیجوں میں عبداللہ، سالم، حمزہ اور عبدالرحمٰن قبر میں اترے۔

وفات کے وقت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً ساٹھ سال تھی۔ [1] ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو قبر تک الوداع کرنے کے لیے جلیل القدر صحابی سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بھی شریک ہوئے۔ ان صفحات میں ہم نے ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی قابل رشک سیرت کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ہم سیرت نگاری کا حق تو ادا نہیں کر سکتے البتہ جس قدر ممکن ہو سکا ہم نے آپ کی زندگی کے نمایاں اور درخشاں پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے میں امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے یہ اعزاز عطا فرمائے کہ قیامت کے دن مجھے اہل بیت کا ساتھ نصیب ہو۔ جن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر قسم کی آلائش سے پاک کر دیا ہے۔ آمین۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

وصلی اللہ علی النبی محمد وعلی آله و اصحابه وسلم

---

[1] مستدرك حاكم (۴/ ۱۴، ۱۵)، تهذیب الاسماء واللغات للنووی (۲/ ۳۳۹، ۱۳۳۹)، ازواج النبی للصالحی (ص ۱۴۴)، طبقات ابن سعد (۸/ ۸۶)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۲۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی تعلق

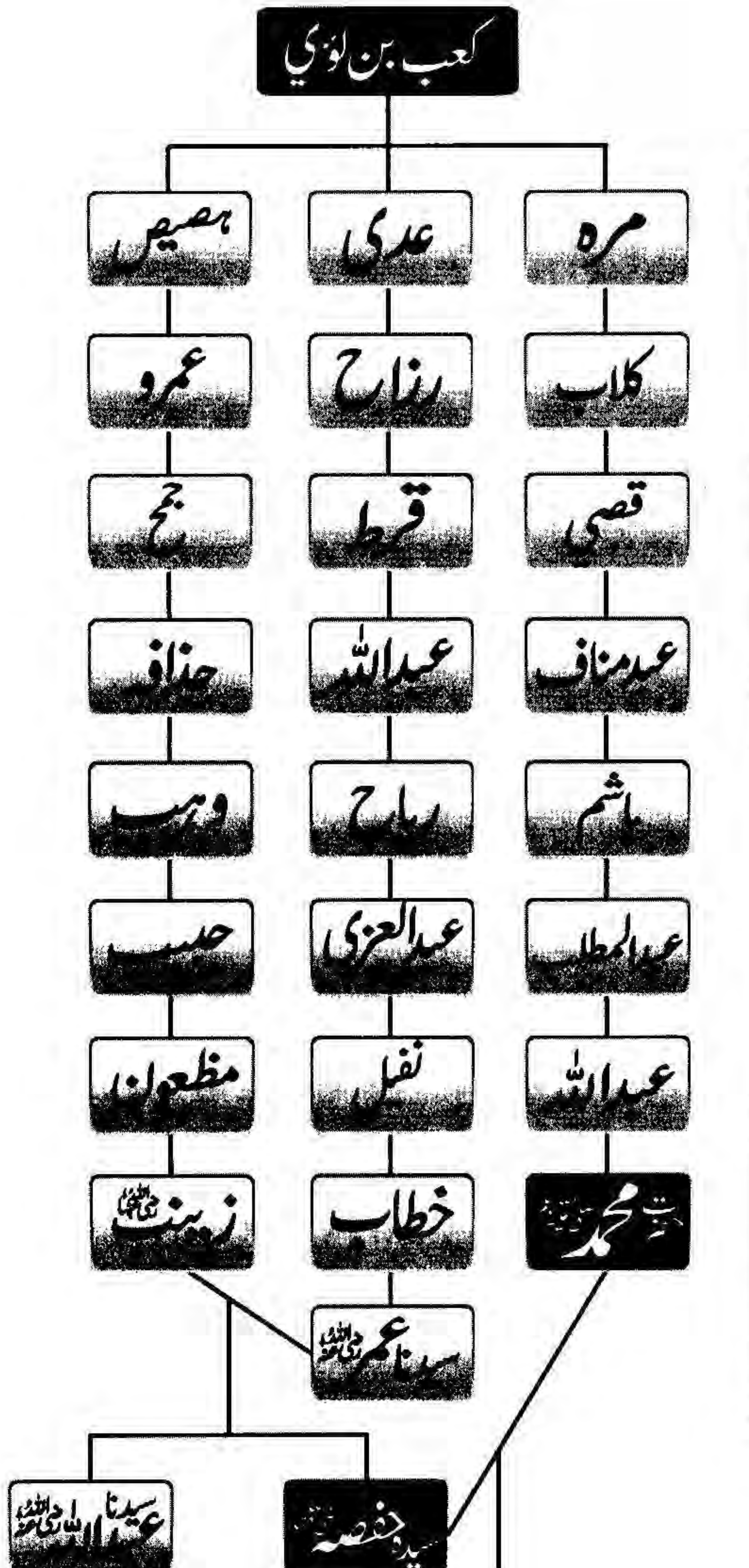

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب والد اور والدہ (دونوں) کی طرف سے کعب بن لوی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملتا ہے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی اولاد نہ ہوئی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5

خواتین اہل بیت

ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

رسالت مآب ﷺ کی پاکیزہ زوجہ مطہرہ کی پُرنور سیرت کا دل آویز اور ایمان افروز تذکرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ان خواتین میں سے ایک جنہوں نے نیکی اور احسان میں شہرت حاصل کی۔
- مساکین، غرباء اور فقراء کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے اور ان پر صدقہ وخیرات کرنے کی وجہ سے یہ ام المساکین کے نام سے مشہور ومعروف ہوئیں۔
- جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے بعد شادی کی۔
- جنہوں نے اپنے رب کی طرف نیکوں کی طرح بڑے سکون سے کوچ کیا اور عبادت گزاروں کی سی خاموشی سے اپنے رب سے جاملیں۔
- جنہوں نے ۴ ہجری میں وفات پائی اور ازواج مطہرات میں مدینے کے اندر سب سے پہلے فوت ہوئیں اور جنت البقیع کے قبرستان میں دفن ہوئیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیر و بھلائی کے دروازوں سے

حقیقی مسلمان تمام لوگوں سے بڑھ کر خوشگوار زندگی بسر کرتا ہے۔ اس لیے کہ مسلم خواہ مرد ہو یا عورت، خیر و بھلائی کو اپنے لیے مخصوص نہیں رکھتا بلکہ اسے اپنے اردگرد بسنے والے لوگوں پر بانٹتا رہتا ہے جس سے اس کے دل کو روشنی میسر آتی ہے اور وہ خیرات و صدقات کو لوگوں میں بانٹتے ہوئے نہایت ہی بارونق ماحول میں زندگی گزارتا ہے۔ مصر کے مشہور و معروف ادیب اور مفکر عباس محمود العقاد رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ کامیاب زندہ انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ زندگی کے ہر پہلو میں اپنا اثر چھوڑے۔ اس کے دل میں یہ خواہش ہو کہ وہ اپنا سایہ کائنات کی ہر چیز پر پھیلا دے، اپنے شعور کو ہر جگہ تک پہنچا دے، اس کی فکر ہر دل میں جاگزیں ہو جائے، اپنے اسرار و رموز کو کائنات کے کونے کونے تک پہنچا دے، وہ اپنی زندگی کو اس طرح مفید عام بنا دے کہ جس کی کوئی انتہاء ہی نہ ہو اور اس کی زندگی ایسا کمال کا سودا بن جائے کہ جو کسی بازار میں بھی دستیاب نہ ہو اور نہ ہی کوئی مالدار کہیں سے اسے خرید سکے۔

جو کوئی نیکی اور خیرات و صدقات کے کام سے مانوس ہو جائے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اسے اجر و ثواب سے نوازتے رہتے ہیں۔ جو نیکی کرنے اور صدقہ و خیرات کرنے کا عادی بن جائے وہ اس راستے پر گامزن رہنے میں دلی طور پر مسرت اور راحت محسوس کرتا ہے۔

قرآن مجید نے بہت سے خیر و بھلائی کے راستے بتائے ہیں جن پر گامزن ہونا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ راستے اختیار کرنے پر اجر و ثواب کے حوالے سے بھی ترغیب دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی بھی خیر و برکت کے کام کو رائیگاں نہیں جانے دیتا۔ خواہ کام کتنا ہی چھوٹا اور معمولی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ﴾ (البقرہ: ۲/ ۱۹۷)

”اور تم جو بھی نیک کام کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔“

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝﴾

''جو بھی ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔''

ہماری آج کی مہمان اہل بیت نبوی کی ان پاکیزہ خواتین میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے معزز بنایا اور دیگر خواتین پر فضل و شرف عطا کیا۔ یہ ان خواتین میں سے ایک ہیں جنہیں احسان و فضل کے حوالے سے شہرت حاصل ہوئی اور فضل و کرم کے اعتبار سے جنھوں نے بڑا نام پیدا کیا، اور انھیں نہ صرف شہرت کے حوالے سے زندہ جاوید ہونے کا اعزاز حاصل ہوا بلکہ امہات المومنین کی لڑی میں شامل ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا اور اس طرح انھوں نے پاکیزہ خانہ نبوی میں قدم رنجہ ہونے کی سعادت بھی حاصل کی۔

ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبداللہ الہلالیہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزہ زندگی کے حالات کے بارے میں چند معروضات پیش خدمت ہیں۔ [1]

اس معزز خاتون کو غربا و مساکین کی بہت زیادہ خدمت کرنے کی بنا پر ام المساکین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝﴾ (الرحمان: ۵۵: ۶۰)

''نیکی و احسان کا بدلہ سوائے اچھائی و احسان کے کچھ نہیں۔

کیا ہمارے لیے یہ ممکن ہے کہ ہم ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت پر کما حقہ روشنی ڈال سکیں؟ کیا ہم اس طرح ان کے بہت سے احسانات کا کچھ بدلہ چکا سکتے ہیں؟ کیا ہم اس طرح ان کی زندگی کے زیر سایہ سعادت کے چند لمحات گزار سکتے ہیں؟

ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں ان کی سیرت بیان کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین!

خانہ نبوی میں قدم رکھنے سے پہلے حالات زندگی

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی بعثت نبوی سے تقریباً تیرہ سال پہلے مکہ معظمہ میں

[1] مستدرك حاكم (۴/ ۳۳، ۳۴) مجمع الزوائد (۹/ ۲۴۸)، اسد الغابة (۶/ ۱۲۹)، سير النبوية (۲/ ۶۴۷)، سير اعلام النبلاء (۲/ ۲۱۸)، البداية والنهاية (۴/ ۹۰، ۵/ ۲۹۵)، طبقات ابن سعد (۸/ ۱۱۵، ۱۱۶)، الاصابة (۴/ ۳۰۹) الاستيعاب (۴/ ۳۰۵، ۳۰۶)، تاريخ الطبرى (۲/ ۸۰، ۲۱۴)، دلائل النبوة للبيهقى (۷/ ۲۸۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدائش ہوئی۔ جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جوان ہوئیں تو مکہ نور اسلام سے جگمگا رہا تھا اور یہ ان خوش قسمت لوگوں کی فہرست میں شامل ہوئیں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے میں سبقت لے جانے کی سعادت حاصل کی۔

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے بارے میں بہت سے اقوال ہیں لیکن سب سے مشہور قول امام زہری رحمہ اللہ کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ان کی شادی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی اور وہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ طفیل بن حارث کی بیوی تھیں اور اس کے بعد ان کے بھائی عبیدہ بن حارث مطلبی رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کر لی اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ ①

ہم اس بات کی تو استطاعت نہیں رکھتے ہیں کہ ان اقوال کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کر سکیں یا کسی ایک قول کو ترجیح دے سکیں، اور نہ ہی ہمارے پاس اس حوالے سے کوئی ثقہ سند پائی جاتی ہے۔ البتہ ہم یہ کر سکتے ہیں کہ مؤرخین، سیرت نگاروں اور سوانح نگاروں کی آراء اپنے معزز قارئین کی خدمت میں پیش کر دیں تاکہ ہم حقیقت کی روشنی کے قریب پہنچ سکیں۔

امام طبرانی محمد بن اسحاق رحمہ اللہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

((تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ خُزَيْمَةَ الْهِلَالِيَّةَ أُمَّ الْمَسَاكِيْنِ كَانَتْ قَبْلَهٗ عِنْدَ الطُّفَيْلِ بْنِ الْحَارِثِ بِالْمَدِيْنَةِ)) ②

''رسول اللہ ﷺ نے ام المساکین سیدہ زینب بنت خزیمہ ہلالیہ سے شادی کی۔ آپ سے پہلے وہ طفیل بن حارث رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ میں بیوی تھیں۔''

اس سے ملتی جلتی بات ابن کلبی نے بھی کہی ہے، وہ فرماتے ہیں:

((كَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ الْخُزَيْمَةِ عِنْدَ الطُّفَيْلِ بْنِ الْحَارِثِ فَطَلَّقَهَا، فَتَزَوَّجَهَا أَخُوْهُ عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَمَضَانَ عَلٰى رَأْسِ أَحَدٍ وَّثَلَاثِيْنَ شَهْرًا مِنَ

① سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۱۸) الاصابۃ (۴/ ۳۰۹) ازواج النبی للصالحی (ص ۹۳)۔

② طبرانی کبیر (۲۴/ ۵۸)، مجمع الزوائد (۹/ ۲۴۸)۔ الکامل لابن الاثیر (۲/ ۱۷۰) انساب الاشراف (۱/ ۴۲۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی تعلق

مضر بن نزار

- الیاس
- مدرکہ
- خزیمہ
- کنانہ
- نضر
- مالک
- فہر
- غالب
- لؤی
- کعب
- مرہ
- کلاب
- قصی
- عبد مناف
- ہاشم
- عبد المطلب
- عبد اللہ
- **حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم**

- قیس عیلان
- خصفہ
- عکرمہ
- منصور
- ہوازن
- بکر
- معاویہ
- صعصعہ
- عامر
- ہلال
- عبد مناف
- عمرو
- عبد اللہ
- حارث
- خزیمہ
- **سیدہ زینب رضی اللہ عنہا**

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب مضر بن نزار پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب اکثر سوانح نگاروں نے عموماً بنو ہلال کے تحت ہلال بن عامر تک بیان کیا۔ الحمد للہ دار الابلاغ کی ریسرچ کمیٹی نے آپ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب مضر بن نزار تک بیان کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے نسبی تعلق کا شرف واضح کیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْهِجْرَةِ بَعْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رضی اللہ عنہا)) [1]

''سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا طفیل بن حارث رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ انھوں نے طلاق دے دی تو اس کے بھائی عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا۔ وہ جنگ بدر میں شہید ہو گئے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے اکتیس ماہ بعد رمضان میں انھیں اپنے حبالہ عقد میں لے لیا۔ اس سے پہلے آپ کے عقد میں سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا آ چکی تھیں۔''

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی امہات المومنین میں شمولیت

۳ھ کو جنگ احد بپا ہوئی جس میں بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جام شہادت نوش کر گئے۔ انھوں نے جو کچھ بھی چھوڑا وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضاء اور جنت کے حصول کے لیے چھوڑا جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کر رکھا تھا۔

شہداء کی بیویوں اور بچوں کو دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بے یارو مددگار نہیں چھوڑا کہ وہ زندگی بھر دگرگوں حالات کے تھپیڑے کھاتے رہیں بلکہ ان میں سے ہر وہ جو قدرت رکھتا تھا اس نے کسی نہ کسی شہید کی بیوی کو اپنے حبالہ عقد میں لے کر اسے اور اس کے ننھے منے بچوں کو تحفظ فراہم کیا اور ان کے دلوں سے جدائی اور یتیمی کے درد کو مٹایا۔

یہاں ہم کچھ دیر کے لیے سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ [1] جن کے خاوند غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے اور انھوں نے غم واندوہ کا نہایت دردناک انداز میں اظہار کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے غم میں ڈوبے ہوئے کلمات کو اپنے مبارک کانوں سے سن لیا۔ آپ نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا:

((وَاِنَّ لِلزَّوْجِ مِنَ الْمَرْءَةِ مَكَانًا مَاهُوَ لِاَحَدٍ))

''عورت کے دل میں اپنے خاوند کا جو مقام ومرتبہ ہوتا ہے وہ اور کسی کا نہیں ہوتا۔''

آپ نے سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تم نے یہ سب کچھ کیوں کہا؟

انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے بچوں کی یتیمی کا خیال آ گیا۔ اے اللہ کے رسول! میرے لیے دعا کیجیے اور میرا خیال رکھیے۔

---

[1] طبقات ابن سعد (۸/ ۱۱۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ازدواجی شجرہ کی وضاحت

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ازواج کے متعلق مورخین کے دو قول ہیں:

①... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آپ رضی اللہ عنہا سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جو غزوہ احد میں شہید ہوئے۔

②... آپ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی طفیل بن حارث سے ہوئی۔ اس نے طلاق دے دی تو اس کے بھائی عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی۔ عبیدہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے۔ ان کے بعد سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کر لی۔

اگر دونوں اقوال کو تطبیق دی جائے تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی طفیل بن حارث سے ہوئی۔ انہوں نے طلاق دے دی اور ان کے بھائی عبیدہ بن حارث نے سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی۔ عبیدہ کی شہادت کے بعد آپ رضی اللہ عنہا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ ان کی جنگ احد میں شہادت کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں آئیں۔

[واللہ اعلم بالصواب]

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ازدواجی شجرہ

ایک قول کے مطابق

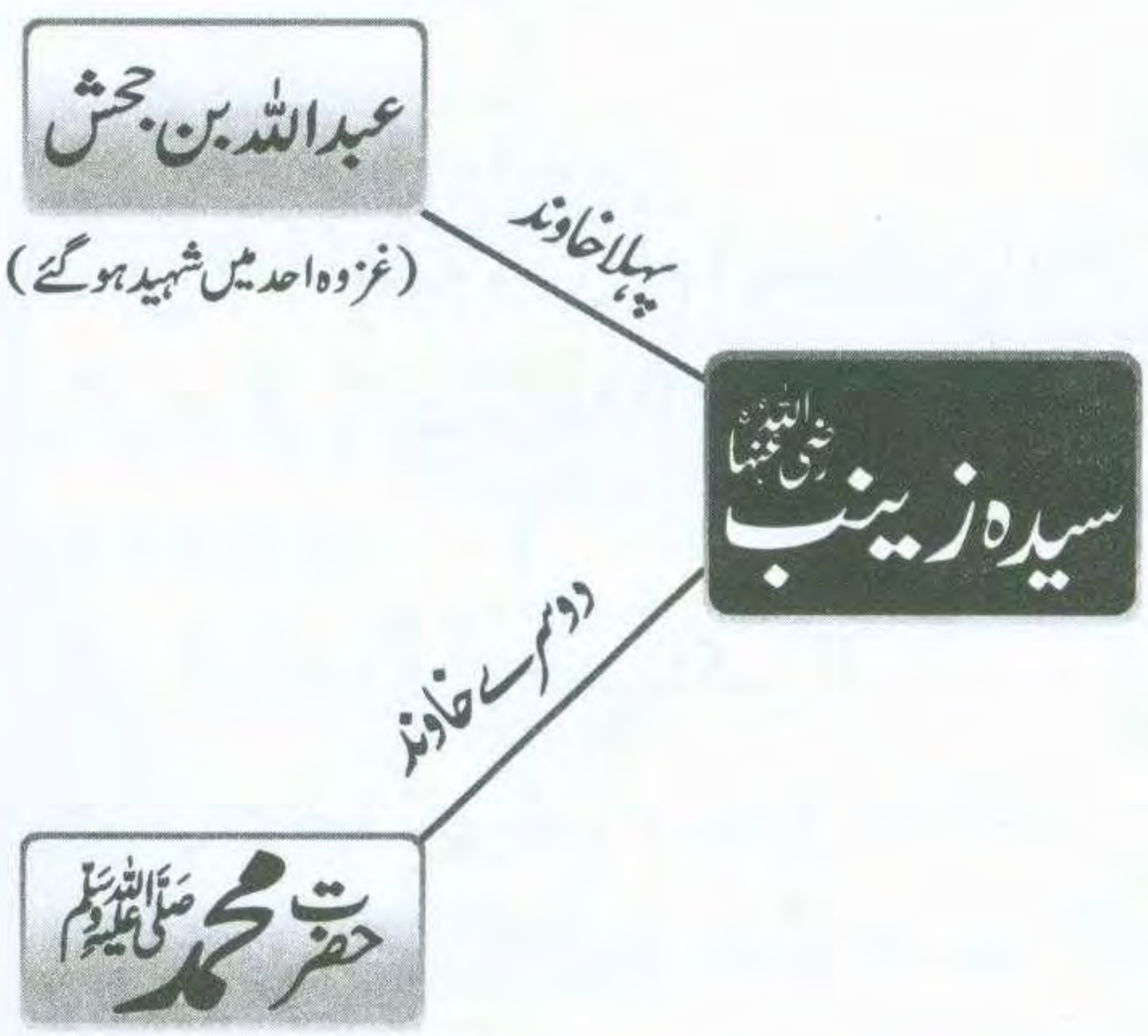

دوسرے قول کے مطابق

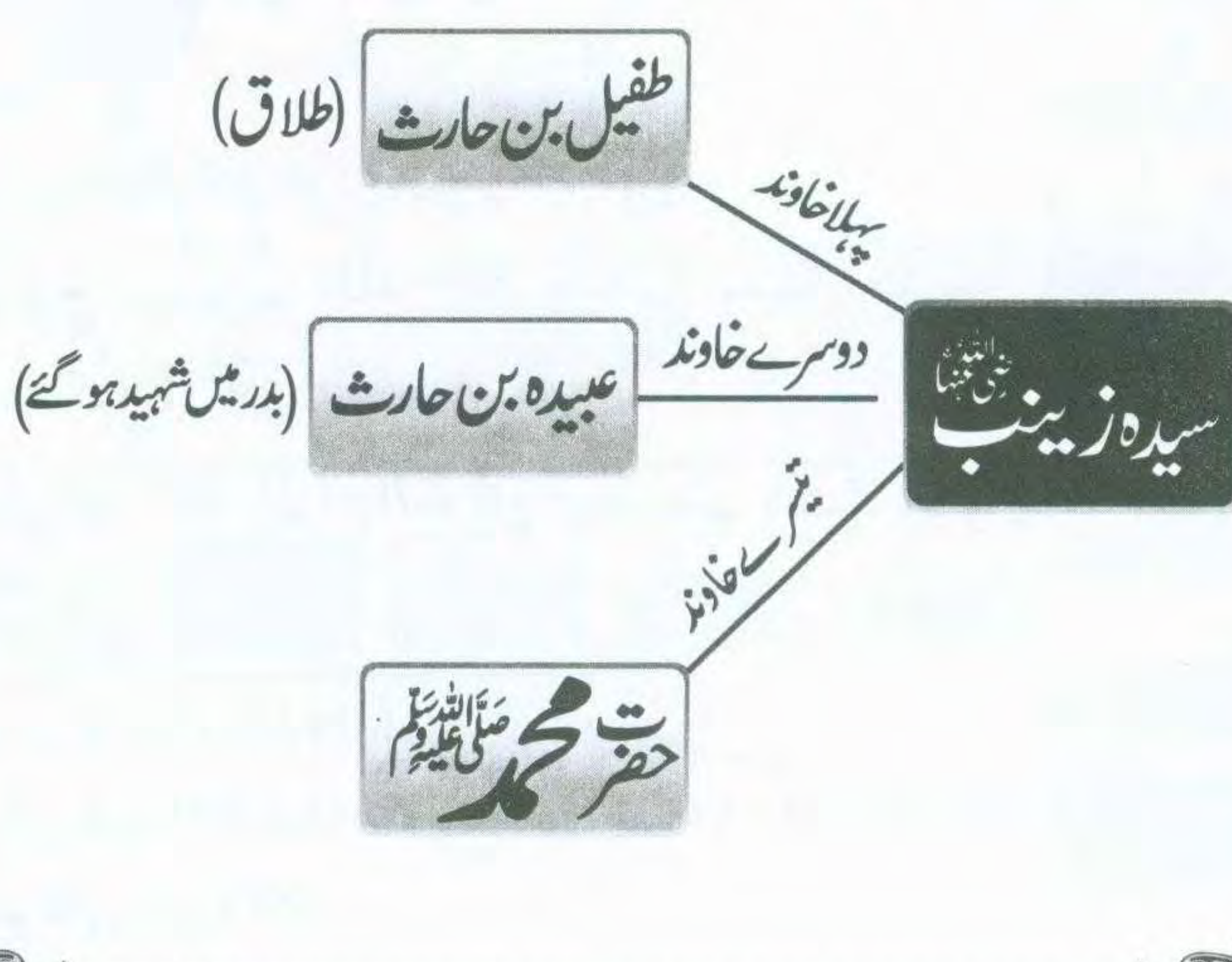

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((كَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ خُزَيْمَةَ الْهِلَالِيَّةُ تُسَمّٰى أُمَّ الْمَسَاكِيْنِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ))

''سیدہ زینب بنت خزیمۃ ہلالیہ رضی اللہ عنہا زمانہ جاہلیت ہی میں ام المساکین کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔''

علامہ بلاذری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((وَكُنِّيَتْ بِذٰلِكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، اَىْ أُمَّ الْمَسَاكِيْنِ)) ①

''زمانہ جاہلیت ہی میں ان کی یہ کنیت یعنی ام المساکین رکھ دی گئی تھی۔''

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((كَانَتْ تُدْعٰى فِي الْجَاهِلِيَّةِ أُمَّ الْمَسَاكِيْنِ))

''ان کو زمانہ جاہلیت میں ام المساکین کے نام سے پکارا جاتا تھا۔''

علامہ طبرانی رحمہ اللہ امام زہری رحمہ اللہ کے حوالے سے ثقہ سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

((تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ خُزَيْمَةَ الْهِلَالِيَّةَ وَهِيَ أُمُّ الْمَسَاكِيْنِ سُمِّيَتْ بِذٰلِكَ لِكَثْرَةِ اِطْعَامِهَا الْمَسَاكِيْنَ)) ②

''رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت خزیمہ ہلالیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جو ام المساکین کہلاتی ہیں۔ ان کا یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ وہ مسکینوں کو بکثرت کھانا کھلایا کرتی تھیں۔''

محمد بن اسحاق رحمہ اللہ سیرت میں رقمطراز ہیں:

((تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ خُزَيْمَةَ الْهِلَالِيَّةَ أُمَّ الْمَسَاكِيْنِ)) ③

''رسول اللہ ﷺ نے ام المساکین سیدہ زینب بنت خزیمہ ہلالیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔''

---

① انساب الاشراف (۱/ ۴۲۹)۔

② طبرانی کبیر (۲۴/ ۵۷)، مجمع الزوائد (۹/ ۲۴۸)، اسد الغابة (۶/ ۱۲۹)، درالسحابة للشوکانی (ص۳۲۸)۔

③ السیرة النبویة (۲/ ۶۴۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

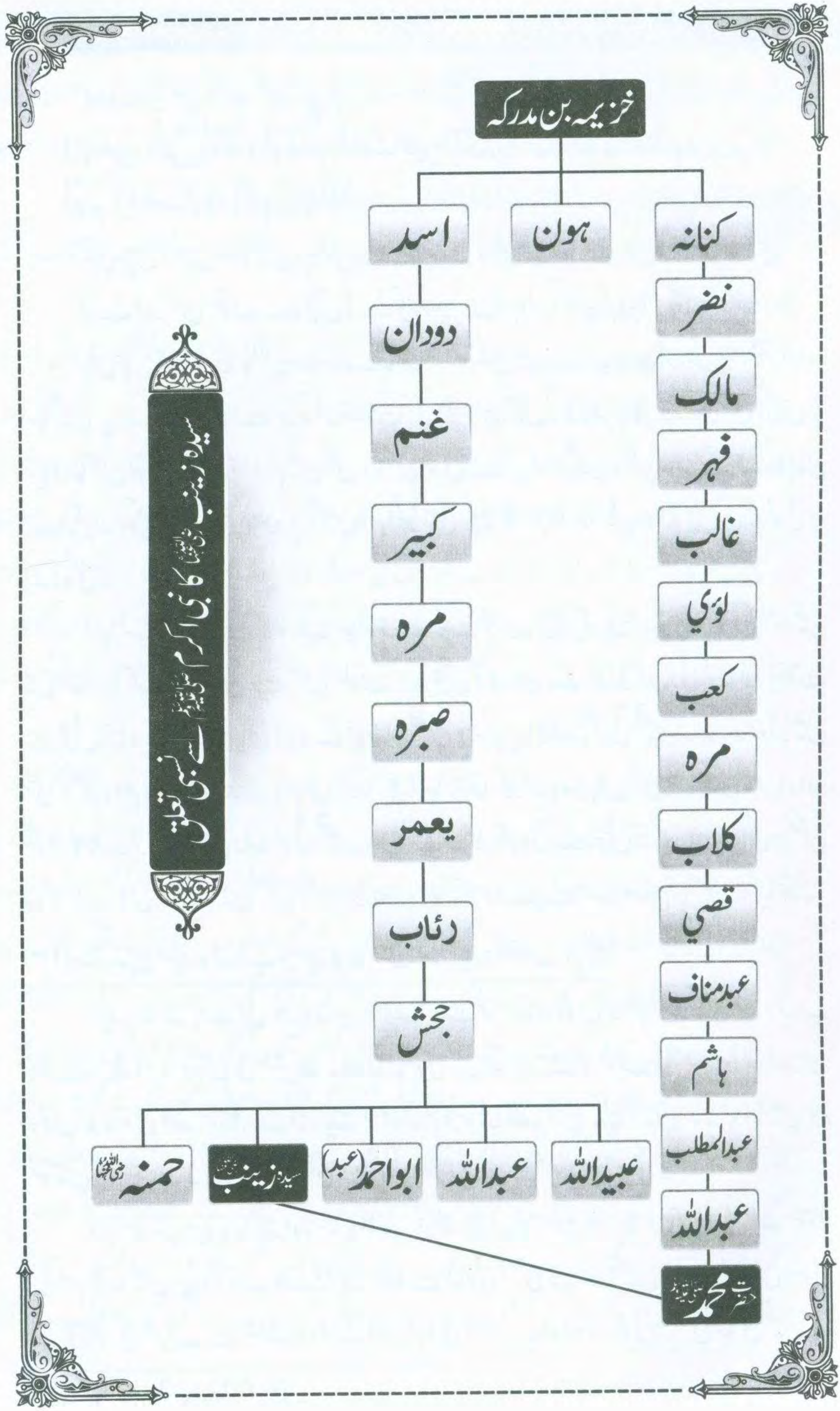

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((وَهِيَ الَّتِي يُقَالُ لَهَا أُمُّ الْمَسَاكِينِ لِكَثْرَةِ صَدَقَاتِهَا عَلَيْهِمْ وَبِرِّهَا لَهُمْ وَإِحْسَانِهَا إِلَيْهِمْ)) ①

''یہی ہیں جنھیں مساکین پر کثرت سے صدقہ و خیرات کرنے، ان کے ساتھ نیکی کرنے اور حسن سلوک سے پیش آنے کی وجہ سے ام المساکین کہا جاتا تھا۔''

ہاں ہاں! یہ بات بالکل درست ہے کہ ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا فقراء اور مساکین پر سب خواتین سے بڑھ کر شفقت کرنے والی تھیں۔ زمانہ جاہلیت میں بھی انھیں یہ امتیاز حاصل تھا اور زمانہ اسلام میں بھی وہ اس خوبی سے آراستہ تھیں، لیکن جب یہ نعمت ایمان سے سرفراز ہوئیں اور خاص طور پر انھیں ام المومنین بننے کا اعزاز حاصل ہوا تو ان کی یہ خوبی دو چند ہوگئی۔

ام المساکین ہونے کا وصف سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کو پاکیزہ خانۂ نبوی کی خواتین میں ممتاز بنا گیا۔ مساکین سے حسن سلوک سے پیش آنا، ان کے ساتھ ہمدردی کرنا اور شفقت سے پیش آنا، یہ سب خوبیاں ان کے فیاضانہ فضل و کرم پر دلالت کرتی تھیں۔ مدینہ منورہ میں بھی انھیں ام المساکین کے نام ہی سے پکارا جاتا تھا کیونکہ وہ یہاں بھی مساکین، غرباء اور فقراء کا بہت زیادہ خیال رکھا کرتی تھیں، ان کے ساتھ رحم دلی سے پیش آتیں اور ان کی ہر ممکن مدد کرتیں۔ اس طرح انھیں فضل و کرم اور جود و سخا کے حوالے سے ممتاز مقام حاصل ہو گیا تھا۔

ام المساکین سیدہ زینب، سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہن

سیدہ عائشہ بنت ابی بکر اور سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما دونوں کو ام المساکین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے پہلے ام المومنین کی حیثیت سے خانہ نبوی میں قدم رکھنے کا شرف حاصل ہوا تھا اور ان دونوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بڑا مقام و مرتبہ تھا۔ اس لیے انھیں خانہ نبوی میں ام المومنین کی حیثیت سے نئی آنے والی سے کوئی خطرہ یا رقابت محسوس نہ ہوئی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما دونوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المساکین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی ہے اور انھیں خانۂ نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شفقت، محبت اور رحم دلی میسر ہے اور وہ دونوں یہ بھی جانتی تھیں کہ

① البداية والنهاية (۴/ ۹۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ اپنی طرف سے نہیں بولتے اور نہ ہی اپنی مرضی سے کوئی کام سرانجام دیتے ہیں بلکہ آپ ہر بات اور ہر کام وحی الٰہی کی بنیاد پر سرانجام دیتے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے شادی بھی آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی بنیاد پر کی ہو؟

ام المساکین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی اپنی پیش رو سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما سے کوئی رقابت نہیں رکھتی تھیں۔

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا الفت ومحبت اور شفقت کے ماحول میں خوشگوار زندگی بسر کر رہی تھیں اور انھیں اپنی زندگی میں اسلام کی عظمت واضح طور پر دکھائی دے رہی تھی۔ وہ مساکین کے ساتھ شفقت، نرم دلی اور حسن سلوک سے پیش آنے کو اپنے لیے بہت بڑی سعادت سمجھتی تھیں۔ وہ اپنا تمام وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت اور مساکین کی دیکھ بھال میں صرف کرتیں۔ غرباء و مساکین کو کھانا کھلانے اور ان پر صدقہ وخیرات کرنے سے ان کو دلی مسرت حاصل ہوتی تھی۔ اسی لیے تو ان کے اصل نام پر ان کی کنیت غالب آ گئی [1] اور اس کنیت پر ان کو بھی بڑا فخر حاصل تھا۔ اگر کوئی شخص ان کو کنیت کے حوالے سے یاد کرتا تو ان کو خوشبو کے خوشگوار جھونکے کی طرح محسوس ہوتا۔

ہاں ہاں! یہ بات درست ہے کہ ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا خیرات و صدقات خوشی سے کیا کرتی تھیں۔ ان کے حجرے سے خیرات وصدقات اور اللہ و رسول کی اطاعت ہی برآمد ہوتی دکھائی دیتی۔ بلا شبہ یہ ان کا بہت بڑا اعزاز تھا۔ ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی آنکھیں ٹھنڈی اور دل بڑا مطمئن تھا۔ اس لیے کہ وہ رب العالمین کے رسول سیدنا محمد ﷺ کی رفیقہ حیات تھیں۔ بھلا اس سے بڑھ کر بھی کوئی فضل وشرف اور فخر کی بات ہو سکتی ہے۔ ان کے دل میں کسی کے بارے میں کسی قسم کی کوئی میل نہ تھی۔ ان کا دل آئینے کی طرح صاف شفاف تھا۔ اور اس اعزاز پر وہ بڑی خوش تھیں کہ انھیں ام المومنین ہونے کا مرتبہ ومقام حاصل ہو گیا ہے اور لوگ ان کو ام المساکین کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم جو علم اور عبادت کے لیے دنیا سے کٹ کر مسجد نبوی میں ہر وقت رہتے تھے یہ ان کا بہت خیال رکھا کرتی تھیں، کیونکہ یہ سب درسگاہ نبوی کے پہلے طالب علم تھے اور ان سب کو رسول اللہ ﷺ کی شفقت اور نگرانی میسر تھی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش

---

[1] المعارف لابن قتيبة (ص١٣٥)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتیں۔ ان کی دیکھ بھال اور خبر گیری کرتیں۔ جس کی وجہ سے ان سب کے دلوں میں ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا بڑا احترام تھا اور وہ سب ان کے جود و کرم سے متاثر ہو کر ان کے لیے دعائیں کرتے اور ان کے حق میں تعریفی کلمات کہتے۔

جنت کی طرف روانگی

ام المساکین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا خانہ نبوی میں قیام زیادہ طویل عرصے تک نہ رہا اور نہ ہی انھیں دیگر امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے ساتھ زیادہ لمبی زندگی گزارنے کا موقع ملا۔ چند ماہ ہی گزرے تھے کہ جو لوگ مسجد نبوی میں موجود تھے ان کے چہروں پر غم و اندوہ کے آثار نمایاں ہوئے۔ یہاں تک کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے ایک شخص نمودار ہوا جس نے برسر عام یہ اعلان کیا کہ لوگو! ام المساکین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا اپنے رب سے جا ملی ہیں۔

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں نہایت پر سکون خاموشی میں قدم رکھا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی طرح خاموشی سے اس گھر سے نکلیں تا کہ ان نیک لوگوں کے پاس، ان کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے، جو ان سے پہلے سلامتی کے گھر کی طرف سدھار گئے تھے اور جنت متقی لوگوں کے لیے ایک بہترین گھر ہے۔ ام المساکین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی موت نے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہان کی خواتین کی سردار زوجہ طاہرہ سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی موت کو یاد کروا دیا جو آپ کی سچے دل سے معاون تھیں اور جن کو سب سے پہلے ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا، جو اسلام کی علمبردار اور مؤمن خواتین کی سچے دل سے قدر دان تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ ام المساکین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اس حال میں وفات پائی کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت نہیں کی تھی۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَمَا رَوَتْ شَيْئًا)) [1]

''انھوں نے کوئی چیز روایت نہیں کی۔''

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں:

---

[1] سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۱۸)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((وَمَا نَعۡلَمُهَا اَسۡنَدَتۡ شَيۡئًا)) ①

''ہمیں معلوم نہیں کہ انھوں نے کوئی چیز روایت کی ہو۔''

شاید یہ اس وجہ سے تھا کہ وہ خود مساکین کے حالات سنوارنے میں مشغول رہتیں اور رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بہت کم ٹھہرنا نصیب ہوا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

((تُوُفِيَّتْ اُمُّ الْمَسَاكِينِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَیٌّ، لَمْ تَلْبَثْ مَعَهٗ اِلَّا يَسِيرًا)) ②

''ام المساکین نے وفات پائی جبکہ رسول اللہ ﷺ زندہ تھے اور وہ آپ کے ساتھ بہت کم عرصہ ٹھہریں۔''

ام المومنین و ام المساکین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا نے ربیع الثانی ۴ھ میں وفات پائی اور انھیں مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں دفن کیا گیا، ③ اور جب انھوں نے وفات پائی ان کی عمر تیس سال تھی۔ ④

طبقات ابن سعد میں محمد بن عمر کے حوالے سے مذکور ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے یہ سوال کیا کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی قبر میں کون اترا تھا؟ تو انھوں نے کہا کہ ان کے تین بھائی قبر میں اترے تھے۔ میں نے کہا کہ جب انھوں نے وفات پائی تو ان کی عمر کتنی تھی؟ انھوں نے کہا تقریباً تیس سال۔ ⑤

مدینہ منورہ میں ام المساکین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سب سے پہلے وفات پائی اور اس سے پہلے مکہ میں ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تھی۔ سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ انھوں نے رسول اللہ کی زندگی میں وفات

---

① المجتبیٰ (ص۹۵)۔

② مجمع الزوائد (۹/ ۲۴۸) طبرانی کبیر (۲۴/ ۵۷)۔

③ الاصابة (۴/ ۳۰۹) السمط الثمین (ص۱۳۰)، انساب الاشراف (۱/ ۴۲۹) نور الابصار (ص۴۷) المواهب اللدنية (۲/ ۸۹) دلائل النبوة للبیهقی (۳/ ۱۵۹)، عیون الاثر (۲/ ۳۸۱)۔

④ طبقات ابن سعد (۸/ ۱۱۶) الاصابة (۴/ ۳۰۹)، ازواج النبی للصالحی (ص۱۹۵)۔

⑤ طبقات ابن سعد (۸/ ۱۱۶)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائی [1] اور آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کے لیے دعا بھی کی۔ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں سے کسی اور بیوی نے آپ کی زندگی میں وفات نہیں پائی۔ اللہ تعالیٰ ام المومنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے راضی ہو اور انھیں عزت کا ٹھکانا دے۔ وہ کریم بھی ہے اور رحیم بھی ہے اور ان کو بدلہ عطا فرمائے۔ وہ اپنی کتاب عزیز میں یہ فرماتا ہے:

﴿ وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ۝ ﴾ (النجم: ۵۳/ ۳۱)

"کہ وہ نیکی کرنے والوں کو نیکی کا اچھا بدلہ دے۔"

اللہ تعالیٰ ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو جنت الفردوس میں نیک لوگوں کی فہرست میں شامل فرمائے۔ اللہ رب العزت سے التجا ہے کہ وہ ہمیں بھی اپنی رحمت سے اہل بیت کا ساتھ نصیب فرمائے۔ بلا شبہ میرا رب غنی اور کریم ہے۔ اول اور آخر اللہ تعالیٰ ہی کے لیے تمام تعریفیں لائق ہیں۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ عَمَلاً صَالِحًا يُقَرِّبُنَا اِلَيْكَ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اَنْ تُلْهِمَنَا الصَّوَابَ وَتَجْعَلَ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رُشْدًا
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

---

[1] اسد الغابة (٦/ ١٢٩) عیون الاثر (٢/ ٣٨١)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6

خواتین اہل بیت

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا

رسالت مآب ﷺ کی پاکیزہ زوجہ مطہرہ کی پُرنور سیرت کا دل آویز اور ایمان افروز تذکرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- دنیا جہان کی عورتوں کی ایک سردار، عمدہ رائے سے آراستہ اور ہمیشہ اللہ اور اس کے رسول کی رضاء کے حصول کے لیے کوشاں۔
- نبی کریم ﷺ کے نزدیک ان کا مقام ومرتبہ بڑا بلند تھا۔ آپ ان کے گھر میں ایک دفعہ نماز پڑھ رہے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

(الاحزاب:۳۳/۳۳)

''اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے آلودگی کو ختم کردے اور تمہیں اچھی طرح پاک کردے۔''

- یہ فقیہ صحابیات میں سے تھیں اور انہوں نے ''۳۷۸'' احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ یہ عالمہ، فاضلہ، قاریہ فصاحت وبلاغت سے آراستہ ادیبہ تھیں۔ ان سے بہت سے اقوال زریں منقول ہیں۔
- اسی سال سے زیادہ عمر پائی اور امہات المومنین میں سے سب کے بعد وفات پائی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی لوگ ہیں مقرب

وہ ایمان کے آنگن میں سبقت لے جانے والوں میں سر فہرست تھے۔ ان کا تعلق مکے کے ان بڑے لوگوں کے گروہ سے تھا جنھوں نے بہادری، سخاوت، صبر اور ایمان کے حوالے سے دلکش مثالیں قائم کیں۔ ان غیرت مند لوگوں میں ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ عنہ ایک بڑے سردار تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ یہ آپ کی پھوپھی برہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ یہ اسلام قبول کرنے کے اعتبار سے ان سبقت لے جانے والوں میں تھے جنہیں ایمان کی لذت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل تھی۔

سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے دس افراد کے بعد اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس اعتبار سے ان کا نام ان خوش نصیبوں میں شامل ہے جنھوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے کی سعادت حاصل کی۔ یہ ان خوش نصیب مقربین میں سے تھے جنھوں نے پہلے ہی دن حق کو پہچان لیا تھا کہ جب ایمان کی باد نسیم مکہ کی فضا بلکہ دنیا میں عطر بیز ہوئی تو ان پاکیزہ نفوس کو معطر کر دیا۔

ایمان میں سبقت لے جانے والوں میں ایک نمایاں نام اس جلیل القدر خاتون کا ہے جو مختلف فضائل سے آراستہ تھیں۔ یہ عالمہ، فاضلہ، پاکیزہ اور حسن و جمال کی پیکر خاتون سیدہ ہند بنت ابی امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ مخزومیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ یہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے چچا کی بیٹی تھیں جنہیں اپنی کنیت ام سلمہ سے شہرت حاصل ہوئی اور ام المومنین ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ [1]

---

[1] طبقات ابن سعد (۸/ ۸۶، ۹۲)، المعارف (ص۱۲۸، ۱۳۶)، مستدرک حاکم (۴/ ۱۶، ۱۹)، اسد الغابة (۶/ ۳۴۰، ۳۴۳)، مسند احمد (۶/ ۲۸۸)، مجمع الزوائد (۹/ ۲۴۵)، تهذیب التهذیب (۱۲/ ۴۵۵) الاصابة (۴/ ۴۰۷، ۴۰۸)، الاستیعاب (۴/ ۴۰۵، ۴۰۸۔ ۴/ ۴۳۶، ۴۳۷)۔ عیون الاثر (۲/ ۳۸۱، ۳۸۴) تاریخ الطبری (۲/ ۱۰۰، ۱۲۴) صفة الصفوة (۲/ ۴۰)، مسند ابی یعلی (۱۲/ ۳۰۲، ۴۶۰) البداية والنهاية (۸/ ۲۱۴) زاد المعاد (۱/ ۱۰۶، ۱۰۸)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

((مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ، کَانَتْ قَبْلَ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ اَخِيهِ مِنَ الرَّضَاعَةِ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالْأَسَدِ الْمَخْزُومِيِّ الرَّجُلِ الصَّالِحِ وَكَانَتْ مِنْ اَجْمَلِ النِّسَاءِ وَاَشْرَفِهِنَّ نَسَبًا)) [1]

''یہ ان مہاجر خواتین میں سے تھیں جنھوں نے پہلے ہی مرحلے میں ہجرت کی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے عقد میں آنے سے پہلے ایک نیک آدمی سیدنا ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ عنہ کے حبالۂ عقد میں تھیں۔ یہ ان خواتین میں سے تھیں۔ جو سب سے زیادہ حسین وجمیل اور خاندانی اعتبار سے سب سے بڑھ کر معزز تھیں۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان خوش نصیب خواتین میں سے تھیں جنھوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور سیدنا محمد ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لاکر دنیا وآخرت کی بھلائی اپنے دامن میں سمیٹ لی۔ اس سے پہلے سیدہ خدیجۃ الکبریٰ، ان کی بیٹیوں، ام ایمن حبشیہ اور ام فضل سیدنا عباس بن عبدالمطلب کی بیوی کو ایمان قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ رضی اللہ عنہن

بلند اخلاق

اگر ہم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی قبل از اسلام زندگی پر روشنی ڈالیں تو ہمیں وہ اپنے خاندان میں عظیم المرتبت اور عالی مقام خاتون دکھائی دیتی ہیں۔ اپنی قوم بنی مخزوم میں انھیں بڑی اہمیت حاصل تھی۔ اس پر مستزاد یہ کہ وہ ایک ایسے باپ کی بیٹی تھیں جو قریش کا ہر دل عزیز سردار تھا اور سخاوت کا ایسا دھنی تھا کہ اسے لوگوں میں بطور مثال پیش کیا جاتا تھا۔ جو لوگ اس کے ساتھ سفر کرتے ان تمام کے سفری اخراجات اس کی طرف سے ادا کیے جاتے۔ اس کے ساتھ سفر کرنے والے کبھی اپنا زاد راہ لے کر نہ جاتے اور نہ ان کو آگ جلانی پڑتی، سب سفر کرنے والوں کی کفالت اس کے ذمہ ہوتی۔ اس لیے یہ زاد مسافر کے لقب سے جانا پہچانا جاتا تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے عظیم باپ، سخاوت کے پیکر کے گھر میں پرورش پائی۔ جود وسخا کی یہ قابل رشک خوبی ان میں بھی بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔

[1] سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۰۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ہند بنت ابی امیہ نے جوانی میں قدم رکھا تو ان کی شادی بنومخزوم کے ایک سردار سیدنا ابوسلمہ بن عبدالاسد سے کر دی گئی جو اپنے قبیلے میں شجاعت، سخاوت، شرافت اور جوانمردی کے اعتبار سے بڑے مشہور ومعروف تھے۔ شادی کے بعد یہ ان کے گھر میں منتقل ہو گئیں تا کہ باقی زندگی کی بہاریں وہاں گزاریں۔

ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ تقریباً سیدنا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عمر تھے۔ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی عادات واوصاف کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا۔ وہ مکے کی فضا میں معطر شبنم کی مانند جانے پہچانے جاتے تھے۔ وہ ہر مجلس کی جان اور ہر محفل کی روح رواں تھے۔ وہ عز وشرف اور حسب ونسب کے اعتبار سے بلند مقام پر فائز تھے۔ ان سب خوبیوں سے بڑھ کر ان کی یہ خوبی تھی کہ وہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار تھے۔ وہ اس طرح کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے ماموں کے بیٹے تھے اور ان کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

سیدہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا بڑی خوشحالی اور فراوانی کی زندگی بسر کر رہی تھیں، ان کے خاوند ہر طرح سے ان کا خیال رکھتے، فراخ دلی سے خرچ کرتے اور بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے۔ سیدہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا اپنی سہیلیوں میں حسن و جمال اور حسن اخلاق کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر تھیں۔ اپنے والد کی خوبیوں کا وافر حصہ انھیں میسر تھا جن کے گہرے اثرات پورے مکے کی فضا پر حاوی تھے۔ پھر مکی زندگی میں ایسے دن بھی آئے کہ انھوں نے تمام تر دنیوی رعنائیوں کو خیر باد کہہ دیا اور اس روحانی نعمت سے شادکام ہوئیں جس کی خوشبو نے مکے کی فضا کو معطر کر رکھا تھا۔ یہ اسلام کی مہک تھی جس سے اپنے دامن کو معطر کرنے کے لیے سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دعوت دے رہے تھے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے خاوند اللہ پر ایمان لانے کے لیے جلدی سے آگے بڑھے اور دونوں نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ان دونوں میاں بیوی کا اسلام قبول کرنا بنومخزوم کو بڑا ناگوار گزرا۔ وہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں پر غصے سے آگ بگولہ ہو گئے۔ اس پر مستزاد یہ کہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنومخزوم ہی کے ایک چشم و چراغ ارقم بن ابی ارقم بن اسد مخزومی رضی اللہ عنہ کے گھر کو اسلامی تعلیم وتربیت کا گہوارہ بنا رکھا تھا لیکن بنومخزوم کو اس راز کا پتہ ہی نہ چل سکا کہ یہ گھر ایمان میں سبقت لے جانے والوں کی تربیت کا مرکز بن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکا ہے۔

بنو مخزوم اور قریش کو جس چیز نے غضبناک کر رکھا تھا وہ یہ تھی کہ قریش کے مرد و زن، نوجوان اور بوڑھے دھڑا دھڑ دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ انھوں نے دین اسلام کی پیروی اختیار کر رکھی تھی اور آپ کی رسالت کو تسلیم کر رکھا تھا۔ ہاں ادھر ام سلمہ اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہما نے بھی اسلام قبول کر لیا جس سے بنو مخزوم غصے سے پیچ و تاب کھا رہے تھے۔ ان کے سر اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی سے کھول رہے تھے۔ ان کا چچا ولید بن مغیرہ مخزومی جو یگانہ روز گار تھا اور عدل و انصاف کے حوالے سے مشہور و معروف تھا اور عز و شرف اور سرداری سے متصف تھا، وہ خود بھی نیز ان کے چچا کا بیٹا اور ان کے دیگر ساتھی نو آموز اسلام پر مصائب و مشکلات کے پہاڑ گرا رہے تھے۔

انھوں نے ان کے رضاعی بھائی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو بھی معاف نہیں کیا۔ قریش اور بنو مخزوم کی آنکھیں اس وقت کھلیں جب انھوں نے یہ دیکھا کہ سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کے نوجوان طبقے کو اپنا گرویدہ بنا چکے ہیں اور وہ سب ایمان کی مے میں مخمور ہو چکے ہیں۔ ان سب نے اپنے آباؤ اجداد کے معبودوں کو یکسر چھوڑ دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے گھروں میں عیش و عشرت کی زندگی کو خیر باد کہہ کر تنگ دستی اور فقر و فاقہ کے دن گزار رہے ہیں اور انھوں نے مال، اولاد، بھائیوں، ماں باپ اور بیویوں کو بھی چھوڑ دیا ہے۔ ان سب رشتوں ناطوں پر سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو ترجیح دے رکھی ہے۔

یہ صورت حال دیکھ کر قریش کے دماغ چکرا گئے اور ان کے دل ڈوبنے لگے۔ جو کچھ وہ دیکھ رہے ہیں، آنکھیں جس کا مشاہدہ کر رہی ہیں، کان جو باتیں سن رہے ہیں، ان کے لیے یہ سب کچھ حیرت زدہ ہونے کا باعث ہے۔ وہ حیران و پریشان ہیں، بات کچھ بنتی دکھائی نہیں دیتی۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن کی کیفیت۔ جائیں تو جائیں کدھر؟ کریں تو کیا کریں؟ آخر کار کفار قریش نے نو آموزان اسلام کو طرح طرح کی تکالیف دینی شروع کر دیں۔ نئے اسلام لانے والوں پر ہر قسم کی سزا کا حربہ استعمال کیا گیا کہ شاید اس سے دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے خوف زدہ ہو کر رک جائیں لیکن جیسے جیسے مصائب و مشکلات میں اضافہ ہونے لگا ویسے ویسے لوگ دیوانہ وار دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دواء کی۔ بادِ مخالف سے اہل ایمان کی پرواز میں بلندی آتی گئی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تندیٔ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

اس صورت حال سے مشرکین فاجر و فاسق اور زیادہ دل گرفتہ ہوئے، کینے کی آگ اور زیادہ بھڑک اٹھی ور وہ نئے اسلام قبول کرنے والوں کو تکلیف دینے میں نت نئے طریقے اختیار کرنے لگے۔

مصائب کے میدان میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے خاوند سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے بھی مشرکین کے ہاتھوں تکالیف برداشت کیں لیکن دونوں میاں بیوی نے جوانمردوں کی طرح صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور اپنے مؤمن بھائیوں کا ساتھ دیا۔ یہاں تک کہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا مرحلہ آ پہنچا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حبشہ کی جانب ہجرت کا واقعہ ایسی فصاحت و بلاغت کے پیرائے میں بیان کیا ہے کہ وہ سیرت نبوی کے ابتدائی دور کا ایک سنہری باب قرار دیا جا سکتا ہے۔ آپ نے حسن بیان کا ایک ایسا دلکش انداز اختیار کیا ہے کہ سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور آپ کے حسن بیان سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے الفاظ مصری کی ڈلیاں ہیں یا موتیوں کی لڑیاں ہیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی مہاجر خواتین میں سے ایک تھیں جنھوں نے یہ ہجرت کا سفر اپنے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ طے کیا۔ انھوں نے مہاجرین کے ساتھ حبشہ میں خوشحالی کے دن بسر کیے۔ ہم ان مہاجرین کو اپنے دل کی گہرائیوں کے ساتھ مبارک باد دیتے ہیں۔ مہاجرین کا یہ بابرکت گروہ عرب کے معزز گھرانوں پر مشتمل تھا۔ حبشہ کی طرف قریش کے جن سرکردہ اشخاص نے ہجرت کی اس کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔ ابن اسحاق رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

((وَكَانَ اَوَّلَ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ بَنِىْ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رُقَيَّةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ))

''بنوامیہ بن عبدشمس بن عبدمناف میں سے جس مسلمان نے سب سے پہلے اپنی بیوی رقیہ دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت اختیار کی وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور واقعہ ہجرت

ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان لوگوں کے ساتھ تھیں جنھوں نے اسلام کی خاطر سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت اختیار کی۔ وہاں انھوں نے بیٹی زینب کو جنم دیا پھر وہاں ان کے ہاں سلمہ، عمر اور درہ پیدا ہوئے۔[1] اور یہ بتانا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کے سفر پر روانہ ہونے والے بارہ مرد اور چار عورتیں تھیں اور ان خوش نصیبوں کے نام یہ ہیں:

1. سیدنا عثمان بن عفان اور ان کی بیوی رقیہ رضی اللہ عنہما
2. سیدنا ابوحذیفہ بن عتبہ اور ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہما
3. سیدنا ابوسلمہ اور ان کی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہما
4. سیدنا عامر بن ربیعہ اور ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ رضی اللہ عنہما
5. سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ
6. سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ
7. سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ
8. سیدنا ابوسبرہ بن ابی رہم رضی اللہ عنہ
9. سیدنا حاطب بن عمرو رضی اللہ عنہ
10. سیدنا سہیل بن وہب رضی اللہ عنہ
11. سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ
12. سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

مندرجہ بالا سبھی احباب چپکے سے روانہ ہوئے تاکہ کسی کو کان کان خبر نہ ہو۔ سمندر کے ساحل پر پہنچے تو وہاں دو کشتیاں موجود تھیں، وہ ان پر سوار ہوئے اور سرزمین حبشہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ اللہ والے اس مبارک سفر پر ماہ رجب ۵ نبوی میں روانہ ہوئے تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو ابھی ۵ برس کا عرصہ ہوا تھا۔

---

[1] تاریخ الاسلام للذهبی (المغازی ص ۲۵۵)، طبقات ابن سعد (۸/ ۸۷)، المواهب اللدنية (۲/ ۸۴)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرزمین حبشہ کی طرف جو دوسرا مہاجرین کا قافلہ روانہ ہوا وہ ۸۳ مردوں اور ۱۹ عورتوں پر مشتمل تھا۔

ایک مبارک محفل میں ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حبشہ کی طرف ہجرت کی داستان بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کی۔ اگرچہ یہ ایک طویل داستان ہے لیکن معزز قارئین اس داستان کو بڑی دلچسپ اور دلآویز محسوس کریں گے، کیونکہ اس ہجرت میں تبلیغ دین اور دعوت محمدیہ کی نشر و اشاعت کا بہت اہتمام کیا گیا اور خاص طور پر سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جس فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایوان بالا میں اسلام کا تعارف پیش کیا اس سے حبشہ کا نجاشی، مذہبی رہنما اور اعیان حکومت متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

تاثر کا یہ حال تھا کہ سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اسلام کے حقائق بیان کر رہے تھے اور حاضرین مجلس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اس بیان سے متاثر ہو کر آخر کار حبشہ کے حکمران نجاشی نے اسلام قبول کر لیا اور اہل ایمان مہاجرین کا بھرپور ساتھ دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ﴾ (المائدہ: ۵/ ۸۲)

''اور آپ مؤمنوں کے ساتھ دوستی میں سب سے قریب ان لوگوں کو پائیں گے جو خود کو عیسائی کہتے ہیں۔''

آیئے اب ہم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زبانی ہجرت حبشہ کے حوالے سے ایمان و یقین سے لبریز، فصاحت و بلاغت سے آراستہ، شہد سے زیادہ میٹھی، دل کش، دل فریب، دل ربا اور دل نشین گفتگو سنتے ہیں۔ یہ دیکھنے میں تو ہجرت کا ایک واقعہ ہے لیکن انداز بیاں ایسا دل نشین ہے کہ کیا کہنے! الفاظ کا چناؤ، جملوں کی بناوٹ، حسن بیان کی رعنائی، انداز کلام کی رنگینی، اور فصاحت و بلاغت کی ایسی چاشنی کہ سننے والا انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

جب ہم سرزمین حبشہ میں فروکش ہوئے تو روئے زمین کے ایک بہترین پڑوسی سے واسطہ پڑا۔ اس نے حسن سلوک کے دریا بہا دیئے اور ہم اپنے دین پر گامزن رہے۔ اللہ سبحانہ و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو گئے۔ ہمیں کوئی تکلیف نہ ہوئی اور نہ ہی ہم نے کوئی ناخوشگوار بات سنی۔ ہمارے لیے ہر طرح کا امن، سکون اور چین تھا اور ہر روز عید کی مانند بسر ہو رہا تھا۔ ہم سکون کی نیند سوتے تھے اور سلامتی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ جب ہمارے امن و سکون کا قریش کو پتہ چلا تو انھوں نے مشورہ کیا کہ مضبوط نمائندوں کو قیمتی تحائف دے کر نجاشی کی طرف بھیجا جائے اور اس سے مطالبہ کیا جائے کہ ہمارے افراد جو اس کے پاس راہ فرار اختیار کر کے پہنچ چکے ہیں انھیں واپس ہمارے سپرد کر دیا جائے۔

انھوں نے نمائندگی کے لیے عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن عاص کو منتخب کیا اور ان سے کہا کہ جب آپ حبشہ پہنچیں تو نجاشی سے ملاقات کرنے سے پہلے وہاں کے مذہبی رہنماؤں سے ملیں۔ پہلے ان کی خدمت میں تحائف پیش کریں اور اس کے بعد نجاشی سے مل کر اس موضوع پر گفتگو کریں۔ انھوں نے اسی طرح کیا۔ دونوں نے پہلے مذہبی رہنماؤں کے ساتھ فرداً فرداً ملاقات کی، ان کی خدمت میں قیمتی تحائف پیش کیے اور پھر نجاشی سے ملاقات کے دوران میں اس کی خدمت میں تحائف پیش کیے اور ساتھ ہی یہ مطالبہ کر دیا کہ مہاجرین کو ان کے سپرد کر دیا جائے۔ نجاشی نے کہا کہ پہلے میں ان کا مؤقف سنوں گا۔ اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ اس سلسلے میں کیا اقدام کرنا ہے۔ دونوں نے نجاشی سے کہا:

بادشاہ سلامت! آپ کی سرزمین میں ہمارے چند سر پھرے جوان آئے ہیں۔ انھوں نے اپنی قوم کے دین کو چھوڑ دیا ہے اور آپ کے دین کو بھی قبول نہیں کیا۔ ان کی قوم کے سرداروں اور آباؤ اجداد نے ہمیں آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ ان سب شر پسند عناصر کو ان کی طرف واپس کر دیں۔ وہ جانیں اور ان کا کام۔ اس طرح آپ ہر طرح ان فسادیوں سے پاک صاف ہو جائیں گے۔ وہ ان کی حرکات کے بارے میں خوب اچھی طرح جانتے ہیں اور ان کا علاج بھی انھیں کے پاس ہے۔

دربار میں بیٹھے ہوئے مذہبی رہنماؤں نے ان دونوں قریشی نمائندوں کی بھرپور تائید کی اور کہا کہ بادشاہ سلامت! یہ ٹھیک کہتے ہیں۔ ان شر پسند عناصر کو ان کے سپرد کر دیجیے، ہمارے سروں سے یہ بلاٹل جائے گی۔

نجاشی یہ سن کر غصے سے آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا: نہیں نہیں! میں اس طرح ان لوگوں کو ان کے سپرد نہیں کروں گا۔ میں پہلے ان سے اس سلسلے میں بات کروں گا۔ اگر یہ بات سچ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی جس طرح یہ کہتے ہیں تو انھیں ان کے سپرد کر دیا جائے گا اور اگر معاملہ اس کے برعکس نکلا تو میں ان کو قطعاً ان کے سپرد نہیں کروں گا بلکہ انھیں ایک معزز مہمان کی حیثیت سے سرزمین حبشہ میں رکھا جائے گا اور ان کی ہر طرح سے نگہداشت کی جائے گی۔

پھر اس نے اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کی طرف پیغام بھیجا، انھیں دربار میں آنے کی دعوت دی اور ساتھ ہی نجاشی نے اپنے ملک کے مذہبی رہنماؤں کو بھی بلا لیا۔ دربار لگ گیا۔ نجاشی نے مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ یہ کون سا دین ہے جس کو تم نے اختیار کیا ہے؟ جس کی وجہ سے تم اپنی قوم سے جدا ہو گئے ہو اور تم نے نہ میرے دین کو قبول کیا ہے اور نہ کسی دیگر ملت کے دین کو اختیار کیا ہے؟ مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے برجستہ فرمایا:

بادشاہ سلامت! ہم ایک جاہل قوم تھے، بتوں کی عبادت کرتے، مردار کھاتے، بے حیائی کا ارتکاب کرتے، رشتے ناطے منقطع کرتے، ہم پڑوسی کے حقوق کو بھولے ہوئے تھے اور ہمارا طاقتور کمزور کو ہڑپ کر لیا کرتا تھا۔ ہم اسی طرح زندگی کے شب و روز بسر کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم ہی میں سے ہمارے پاس ایک رسول بھیجا۔ جس کے حسب و نسب کو ہم جانتے تھے۔ اس کی سچائی، دیانت و امانت اور پاک دامنی سے ہم خوب اچھی طرح واقف تھے۔ اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی تاکہ ہم اس کی توحید کا اقرار کر لیں اور اسی کی عبادت کریں۔ اس نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، صلہ رحمی کرنے اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا، حرام کردہ کاموں اور خون بہانے سے اجتناب کرنے کا حکم دیا اور ہمیں بے حیائی کا ارتکاب کرنے، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع کیا۔ انھوں نے ہمیں یہ حکم بھی دیا کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہمیں نماز، زکوۃ اور روزے رکھنے کا حکم دیا۔ ہم نے ان کی تصدیق کی اور جو کچھ بھی وہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے، ہم نے اس کی اتباع کی۔ اس بنا پر ہماری قوم ہماری دشمن بن گئی۔ انھوں نے ہمیں طرح طرح کی تکالیف دیں، انھوں نے ہمیں اپنے اس دین سے برگشتہ کرنے اور پھر سے بتوں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ